امان 1356 ھش

مارچ 1977ء

ایڈیٹر : حافظ مظفر احمد

Digitized By Khilafat Library Rabwah

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

Digitized By Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

فاستبقوا الخیرات

"تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں" - الہام حضرت مسیح موعودؑ

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی" - المصلح الموعودؓ

مارچ ۱۹۷۷ء

امان ہش ۱۳۵۶

جلد ۲۴ + شمارہ ۵

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

خالد

ربوہ

ایڈیٹر

حافظ مظفر احمد

نائبین

○ بشارت احمد محمود ○ ملک خالد محمود ○ محمد الیاس منیر

قیمت: ایک روپیہ

مندرجات

اداریہ:

● "گاہے گاہے باز خواں ...." صفحہ ۲

سیرۃ رسولؐ:

● "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" —— " ۳

موازنہ مذاہب:

● حضرت آدم علیہ السلام - قرآن کریم اور بائبل کا موازنہ " ۹

مقالات:

● جب شوُرام نے کلمہ طیبہ پڑھا —— " ۲۱

● افکار مصلح موعودؓ کی مقبولیت غیر احمدی حلقوں میں " ۲۵

"وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے":

● کتب حضرت مہدی علیہ السلام اور ہماری ذمہ داری " ۳۳

یادِ رفتگاں:

● "خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را" — " ۳۷

طب و صحت:

● درختوں کے طبی فوائد —— " ۳۹

سفرنامہ:

● کینیڈا کی سیر (قسط ۲) —— " ۴۱

اخبارِ مجالس:

● مثالی وقار عمل —— " ۴۵

● پبلشر: محمد شفیق قیصر — پرنٹر: سید عبدالحی

● مطبع: — ضیاء الاسلام پریس ربوہ

● مقام اشاعت: — دفتر ماہنامہ خالد دار الصدر جنوبی - ربوہ

چندہ سالانہ: دس روپے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

"گاہے گاہے باز خواں ......"

۱۲ ربیع الاول ـــــ کا دن روئے زمین پر ہمیشہ یاد رہے گا کہ اس روز آفتاب رسالت ؐ نے عالم تاریک تار پر مطلع عرب سے طلوع کیا جس کی آب و تاب سے صحرائے عرب کا ذرہ ذرہ روشن ہو گیا ـــــ اور پھر وہ "سراج منیر" نصف النہار پر چمکا اور ایک عالم نے اس سے نور پایا ـــــ یوم میلاد النبی ؐ کی مناسبت سے اس شمارہ میں سیرت رسول ؐ سے متعلق ایک خصوصی مضمون ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے ـ

مارچ کا مہینہ ـــــ جماعت احمدیہ کے لئے تاریخی اہمیت کا حامل ہے ـــــ مارچ ۱۸۸۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماموریت کا پہلا الہام ہوا کہ ـــــ "قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ" ـــــ تو لوگوں کو کہدے کہ مجھے خدا کی طرف سے مامور کیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں ـــــ پھر ۱۸۸۸ء کے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا سے حکم پا کر بیعت لینے کا اعلان فرمایا اور ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کے تاریخی دن لدھیانہ میں آپ ؑ نے بیعت لینے کا آغاز کیا۔ گویا جس روز جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی گئی ـ الٰہی مصالح سے اسی دن بعد میں پاکستان کی بھی بنیاد پڑی ـــــ بیعت کے اس پہلے روز چالیس ؓ افراد نے بیعت کی جن میں سر فہرست حضرت الحاج حافظ حکیم نور الدین صاحب رضؓ کا نام نامی ہے ـــــ ہر بیعت کنندہ نے توبہ، اخلاص، اطاعت اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد باندھا اس طرح یہ عشاق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور خدام اسلام و قرآن ایک سے چالیس ہوئے ـــــ چالیس سے چالیس سو ـــــ چالیس ہزار ـــــ چالیس لاکھ ـــــ اور آج یہ الٰہی جماعت ایک کروڑ سے بھی تجاوز کر چکی ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ !

---

۲۳ مارچ ـــــ کا دن پاکستان کے لئے تاریخ ساز دن ہے ـــــ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو اقبال پارک لاہور میں مسلم لیگ کا عظیم الشان تاریخی جلسہ ہوا جس میں جناب مولوی فضل حق نے قرارداد پاکستان پیش کی ـــــ کہ "مسلم اکثریت کے علاقوں میں آزاد اسلامی مملکت قائم کی جائے جس میں مسلمان اسلامی شریعت و تہذیب کے مطابق آزادی سے زندگی بسر کریں" ـــــ اسی جلسہ کے خطبۂ صدارت میں قائد اعظم محمد علی جناح ؒ نے فرمایا تھا کہ ـــــ "مسلمانوں کو محض ایک اقلیت سمجھنا درست نہیں وہ ایک مستقل قوم ہیں" ـــــ الغرض ـــــ اسلام کے نام پر ـــــ مملکت خداداد پاکستان کا سنگ بنیاد رکھا گیا ـــــ یوم پاکستان کے اس موقع پر ہم وطن عزیز کے تحفظ و سلامتی اور ترقی و خوشحالی کے لئے دعا کرتے ہیں ـــــ ،

Digitized By Khilafat Library Rabwah

"بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

ایڈیٹر:

حضرت محمد عربی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کے ترانے اس وقت سے بھی پہلے گائے جا رہے تھے جب آدمؑ کا خمیر ابھی مٹی سے اٹھایا جا رہا تھا ـــــ آپؐ تخلیقِ عالم کی علتِ غائی تھے۔ اس لئے کائنات کا ذرہ ذرہ آپؐ کا مدح خواں تھا اور بے تابی سے آپؐ کا منتظر، آپؐ انبیاء کے سرتاج تھے اس لئے وہ آپ کی تعریف میں رطب اللسان رہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس مبارک وجود کی خبر دی۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنے مثیل ایک نبی کے برپا ہونے کا مژدہ سنایا۔ کہ وہ فاران کی چوٹیوں سے جلوہ گر ہوگا۔ حضرت سلیمانؑ کی زبانِ مبارک سے ایک محبوب سرخ و سفید کی خوشخبری دی گئی اور آپؐ کا نام تک بتا دیا گیا کہ وہ "محمدیم" ہے جس میں یہ اشارہ بھی تھا۔ آپؐ کی مدح و ستائش کی جائے گی۔ یسعیاہ نے ایک ابدی سلامتی کے شہزادے کی نویدِ مسرت سنائی تو دانیال نے آسمانی ابدی سلطنت کی پیش از وقت اطلاع دی اور حضرت یسوع مسیحؑ نے اپنے بعد "احمد رسولؐ" کی بشارت دی۔

الغرض ازل سے تمام افلاک اور سارا عالم اپنے اس مقصودِ حقیقی کی تلاش میں سرگرداں، اس کی شان کے قصیدے کہتا ہوا رواں دواں تھا۔ کائنات اپنے مقصود و محور کے لئے گردشِ لیل و نہار میں تھی۔ "آفتاب" سراجِ منیر کے طلوع سے شرماتا تھا تو ماہتاب آپ کے لئے چشم براہ ـــــ دن رات آپ کے منتظر تھے تو میں اس عظیم ہستی کے لئے دیدہ و دل فرشِ راہ کئے ہوئی تھیں کہ اس مبارک صد مبارک ہستی کا ورود ارضِ حجاز سے ہوا۔ قیصر و کسریٰ کے ایوان لرز اٹھے اور عرش یوں نغمہ سرا ہوا: ـــــ

"اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝"

(الاحزاب: ۵۷)

کہ اللہ یقیناً اس نبیؐ پر اپنی رحمت نازل کر رہا ہے اور اس کے فرشتے بھی یقیناً اس کے لئے دعائیں کر رہے ہیں۔ اے مومنو تم بھی اس پر درود بھیجتے اور اس کے لئے دعائیں کرتے رہا کرو اور خوب جوش و خروش سے اُن کے لئے سلامتی مانگتے رہا کرو۔

یہ حضرت آمنہ کے مبارک خواب کی تعبیر تھی کہ نورِ عالم آپ سے ظاہر ہوا۔ جو سر چہار سمت پھیل گیا اور اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا کا نظارہ دنیا نے دیکھا۔

حضرت آمنہ نے آپؐ کا نام الٰہی اشارہ کے مطابق "محمدؐ"،

Digitized By Khilafat Library Rabwah

رکھا اور اس نام پر عزیزوں کا تعجب دیکھ کر ابو طالب نے کہا :—

"بلاشبہ میرا یہ بیٹا عظیم ہوگا۔ اس کی بہت تعریف ہوگی"

اور ایسا ہی ہوا ——— ملائک کو ارشاد ہوا کہ آسمانوں کو اس عظیم وجود کی تعریف سے بھر دو اور زمین میں اس کی مقبولیت پھیلاؤ۔ بندگانِ خدا کو حکم ہوا کہ اس ہستی پر سلام و درود بھیجو اور آسمان سے یہ فیصلہ صادر ہوا کہ :———

"وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ؕ"

کہ اے محمد عربی صلعم ہم نے تیرے ذکر کو بہت بلند کیا ہے

گویا تو عظمت و رفعت کا ایک مینار ہے ——— اور یہ حقیقت ہے کہ رسول اللہ صلعم پر آج تک جس قدر سلام و درود بھیجا گیا۔ ساری دنیا کے انسانوں کے لئے بھی اتنی دعائیں نہ کی گئیں، نہ ہوں گی۔ اور جس قدر تعریف اور ذکر آپ صلعم کا ہوا اس کی نظیر لا حاصل ہے۔ مشتے از خروارے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

آپ صلعم کی صداقت و دیانت سے متاثر ہو کر قوم نے آپ صلعم کو "صادق" و "امین" کا خطاب دیا اور بلاشبہ آپ مکارم اخلاق اور خلق عظیم کے مالک تھے۔ اسی لئے آپ صلعم کو اسوۂ حسنہ قرار دیا گیا

اہل عرب کہتے ہیں کہ :———

"صاحب البیت ادریٰ بما فیہ"

گھر والا گھر کے متعلق سب سے زیادہ جانتا ہے۔

حضرت خدیجہؓ نے پندرہ سال تک رسول اللہ صلعم کے ساتھ رہنے کے بعد نزول وحی کے موقع پر فرمایا تھا :———

"خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کریگا

آپ رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتے ہیں

صادق القول ہیں، دوسروں کے بوجھ اٹھاتے ہیں

آپ نے گمشدہ اخلاق کو اپنے اندر جمع کیا ہے

آپ مہمان نواز ہیں اور حق کی راہ میں لوگوں کے مددگار ہوتے ہیں" (بخاری)

بیس سال تک آپ کی نگہداشت کرنے والے ابو طالب نے کہا :—

"ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ"

کہ آپ یتیموں کے والی اور بیواؤں کے محافظ ہیں

نیز بستر مرگ پر کہا :———

"وہ قریش کا "الامین" اور "الصدیق" ہے

اور اس کے وجود میں تمام خوبیاں جمع ہیں"۔

آپ صلعم کے چچا زاد بھائی جعفر طیار نے شاہ حبشہ کے سامنے کہا تھا :—

"خدا نے ہمارے درمیان ایسا شخص کھڑا کیا ہے

جس کی سچائی، دیانت اور خلوص ہم آزما چکے ہیں"

حضرت عائشہ رضؓ نے حضور صلعم کے ساتھ بارہ سال بسر کرنے کے بعد آپ صلعم کی زندگی کا خلاصہ یوں پیش کیا :———

"حضور کے اخلاق قرآن تھے" (شمائل ترمذی)

معاویہؓ بن الحکم نے کہا :———

"میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ میں نے رسول اللہ صلعم جیسا شفیق معلم نہیں دیکھا۔ نہ پہلے نہ آپ کے بعد" (بحوالہ اپالوجی آف محمدؐ)

حضرت انسؓ خادم رسول اللہ صلعم کہتے ہیں :———

"میں نے دس سال تک رسول اللہ صلعم کی خدمت کی۔ مگر آپ نے مجھے کبھی کسی کام کے لئے یہ نہ فرمایا کہ تو نے یہ کیوں کیا اور نہ یہ فرمایا کہ یہ کیوں نہ کیا"۔ (مسلم)

ابو جہل جیسا معاند جو آپ صلعم کے خون کا پیاسا تھا ایک دفعہ زمانۂ نبوت

Digitized By Khilafat Library Rabwah

میں آپؐ کو مخاطب کر کے کہنے لگا: ———

"اے محمدؐ! ہم تجھے جھوٹا نہیں کہتے بلکہ اُس
بات کو جھوٹا کہتے ہیں جو تُو لایا ہے۔" (ترمذیؔ)

ابُوسفیانؓ ہرقل شہنشاہِ رُوم کے سامنے پیش ہوا تو ہرقل نے اُس سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بارے میں پوچھا: ———

"کیا تم نے اس دعویٰ سے پہلے اس شخص کا کوئی
جھوٹ دیکھا؟"

ابوسفیانؓ اس وقت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے برسرِ پیکار تھا لیکن اس سوال کے جواب میں اسے بھی بجز "لا" یعنی "نہیں" کے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ (بخاری)

اُمیّہ بن خلف آپؐ کا جانی دشمن تھا لیکن جب حضرت سعدؓ بن معاذ نے اُس کو یہ خبر سنائی کہ آنحضرتؐ نے تیری موت کی پیشگوئی کی ہے تو اُس کے اوسان خطا ہو گئے۔ اس نے گھر جا کر اپنی بیوی سے بیان کیا اور کہا: ———

"خدا کی قسم محمدؐ جب بھی کوئی بات کہتا ہے
تو جھوٹ نہیں بولتا۔" (بخاریؔ)

پھر النضر بن الحارث اشد ترین معاندینِ اسلام میں سے تھا لیکن جب اُس نے کسی شخص سے سُنا کہ (نعوذ باللہ) محمدؐ جھوٹا ہے تو بے اختیار ہو کر بولا: ———

"محمدؐ تم میں ہی چھوٹا سا بچہ ہوتا تھا اور وہ تم
سب میں سے پسندیدہ اخلاق والا تھا اور
سب سے زیادہ راست گو تھا۔ اور سب سے
زیادہ امین تھا۔ اور اس کے متعلق تمہاری یہی رائے
رہی۔ حتی کہ جب تم نے اس کی زلفوں میں سفیدی
دیکھی اور وہ بڑھاپے کو پہنچا اور وُہ تمہارے پاس
وہ کچھ لایا جو کہ وُہ لایا تو تم یہ کہنے لگے کہ وہ ساحر
ہے اور جھوٹا ہے۔ خدا کی قسم وہ جھوٹا اور ساحر
تو ہرگز نہیں ہے۔" (ابنِ ہشام)

پھر جب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دعوت اسلام شروع کی اور ایک پہاڑی پر چڑھ کر قریش کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کی پچھلی وادی میں ایک بڑا لشکر جمع ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم میری بات مان لوگے؟ تو باوجود اس کے کہ بظاہر یہ بات بالکل بعید از امکان تھی۔ سب نے کہا: ———

"ہاں! ہم مان لیں گے کیونکہ ہم نے تجھے ہمیشہ
صادق پایا ہے۔" (بخاری و مسلم)

دنیا کی ہر زبان میں مختلف اقوام کے مشاہیر نے آپؐ کی سوانحعمریاں لکھی ہیں اور آپؐ کے حالاتِ زندگی پر بحث کی ہے ان غیر جانبدار اشخاص کی بے لوث تحریروں سے بھی آپؐ کی صداقت کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ مسٹر آرتھر یورپ کے عالی دماغ مؤرخ نے اپنی کتاب "ہسٹری آف اسلام" میں لکھا ہے کہ: ———

"محمدؐ کے اخلاق نہایت اعلیٰ تھے اُن کی سادگی
اُن کی پرہیزگاری کا تمام محققین کو اعتراف ہے وہ
نہایت رحمدل پیغمبر تھے۔"

فرانس کا مشہور مصنّف ڈاکٹر لیبان لکھتا ہے: ———

"آپ اپنے نفس پر قادر تھے۔ آپؐ کی سادگی اور
آپ کا انکسار قابلِ تعریف ہے۔ آپ انتہا درجہ
کے رحمدل اور اعلیٰ اخلاق رکھنے والے پیغمبر تھے۔"

مسٹر اسٹینلے لین پول یورپ کا نامور محقق اپنی کتاب "سپیچز آف محمدؐ" میں لکھتا ہے کہ: ———

Digitized By Khilafat Library Rabwah

"آپؐ نہایت بااخلاق اور رحم دل ریفارمر تھے آپؐ
کی بے ریا خدا پرستی اور عظیم فیاضی مستحق تعریف ہے
بے شک آپؐ ایک مقدس پیغمبر تھے"

مسٹر ٹامس کارلائل اپنی کتاب "ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ" میں رقمطراز ہیں کہ:-

"صاف شفاف پاکیزہ روح رکھنے والا محمدؐ دنیوی
ہوا و ہوس سے بالکل بے لوث تھا اس کے خیالات
نہایت متبرک اور اس کے اخلاق نہایت اعلیٰ تھے"

مشہور مورخ مسٹر گبن کا ریمارک ہے کہ:-

"ہر انصاف پسند شخص یقین کرنے پر مجبور ہے کہ محمدؐ
کی تبلیغ و ہدایت خالص سچائی پر مبنی تھی اور اس میں
کچھ شک نہیں کہ وہ ایک پاکباز اور مقدس بزرگ تھے"

کاؤنٹ ٹالسٹائی روسی محقق اپنی تصنیف "ریویو آف اسلام" میں لکھتے ہیں کہ:-

"حضرت محمدؐ ایک اولوالعزم اور مقدس ریفارمر تھے
وہ دنیا میں مصلح اعظم بن کر آئے۔ بلا شک وہ سچے
پیغمبر، نہایت متواضع خلیق اور صاحب بصیرت تھے"

(بحوالہ "دنیا کا ہادی اعظم" غیروں کی نظر میں ص ۱۳)

ڈاکٹر گستاؤ ویل آنحضرتؐ کی پاکیزہ سیرت کے متعلق یوں گویا ہیں کہ:-

"محمدؐ نے اپنے لوگوں کے لئے ایک روشن نمونہ قائم کیا
آپ کے اخلاق پاک اور بے عیب ہیں۔ آپ کی
سادگی۔ آپ کی انسانی ہمدردی، آپ کا مصائب میں
استقلال۔ آپ کا طاقت کے وقت فروتنی اختیار
کرنا۔ آپ کی مضبوطی۔ آپ کی کفایت شعاری۔ آپ کا
درگزر، آپ کی متانت، آپ کا قوت کے وقت
عاجزی کا اظہار کرنا۔ آپ کی حیوانوں کے لئے رحمدلی
آپ کی بچوں سے محبت، آپ کا انصاف اور عدل
کے اوپر غیر متزلزل ہو کر قائم رہنا۔ کیا دنیا کی تاریخ
میں کوئی اور مثال ہے جہاں اس قدر اعلیٰ اخلاق ایک
ہی شخص کی ذات میں جمع ہو گئے ہوں۔"

مشہور یورپین عالم مسٹر باسورتھ سمتھ "محمد اینڈ محمڈن ازم" میں لکھتے ہیں کہ:-

"اگر یہ پوچھا جائے کہ افریقہ بلکہ کل دنیا کو مسیحی
مذہب نے زیادہ فائدہ پہنچایا یا اسلام نے؟ تو
جواب میں کہنا پڑے گا کہ "اسلام نے"۔ آہ! محمدؐ کو
اگر قریش ہجرت سے پہلے خدانخواستہ قتل کر ڈالتے تو
مشرق و مغرب دونوں میں گمراہی پھیل جاتی۔ اگر آپ
مبعوث نہ ہوتے تو دنیا کا ظلم بڑھتے بڑھتے اس کو
تباہ کر دیتا۔ اگر آپ نہ ہوتے تو یورپ میں اور زیادہ
تاریکی پھیل جاتی۔ اگر آپ نہ ہوتے تو انسان گمراہی کے
اندھیرے میں بھٹکتے پھرتے۔ جب ہم محمدؐ کے جملہ صفات
اور عام کارناموں پر انصاف سے نظر ڈالتے ہیں تو ان
کی صداقت کو تسلیم کرنا پڑتا ہے اور آپ دنیا کے
رہبروں میں سب سے برتر ثابت ہوتے ہیں۔"

(بحوالہ "برگزیدہ رسول۔ غیروں میں مقبول")

ریورنڈ سٹیفنس اپنی تصنیف میں رقمطراز ہیں:-

"وہ (محمدؐ) ایک ایسی سرزمین میں مبعوث ہوا
جو سیاسی تنظیم، معتدل عقیدہ اور خالص اخلاق
سے بالکل ناآشنا تھی۔ محمدؐ نے یہ ہر سہ چیزیں اس
سرزمین کو دیں اور اپنی استادانہ جودت کی ایک ہی
ضرب سے اس نے بیک وقت اپنے اہل وطن کے
سیاسی حالات، مذہبی عقائد اور اخلاقی کوائف کو
منقلب کر دیا۔" (بحوالہ "پیام امن" ص ۱۹)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اطالوی پروفیسر ڈاکٹر وگلیری اپنی کتاب "انٹرپریٹیشن آف اسلام" میں لکھتی ہیں :—

"فی الحقیقت اسی مصلح (محمدؐ) کا کام نہایت اعلیٰ اور شاندار تھا۔ ہاں یہی وہ مصلح تھا جس نے ایک بت پرست اور وحشی قوم کو کیچڑ سے نکال کر ایک متحد اور موحد جماعت بنا دیا اور ان میں اعلیٰ اخلاق کی روح پھونک دی۔" (اسلام پر ایک نظر" اردو ترجمہ ص۶۱)

لیمرٹین لکھتا ہے :—

"ایک فلاسفر، ایک منجھے ہوئے مقرر، ایک مصلح مقنن، بہادر جنگجو، خیالات کے فاتح اور برخلاف بتوں کے طریق عبادت کے معقول نظریہ کے محافظ، ایک آسمانی بادشاہت اور بیس زمینی سلطنتوں کے شہنشاہ محمدؐ ہیں۔ جہاں تک اس معیار کا تعلق ہے جس سے انسانی عظمت اور اقدار کو پرکھا جاتا ہے ہم ضرور پوچھیں گے کہ کیا اس (محمدؐ) سے عظیم تر کوئی انسان ہو سکتا ہے؟ محمدؐ کا کردار اور اوصاف انسانی صلاحیتوں کا شاندار امتزاج تھا جس نے آپ کو ایسے ارفع مقام پر فائز کر دیا کہ جب سے کائنات ظہور میں آئی کوئی انسان اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکا۔"

میجر اے جی لیونارڈ کہتا ہے :—

"اگر روئے زمین پر کبھی کسی انسان نے خدا کو پایا۔ اگر کسی انسان نے خدا کو پانے کے عظیم مقصد کیلئے زندگی وقف کی تو یہ یقینی امر ہے کہ وہ شخص محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ محمدؐ نہ صرف عظیم ترین تھے۔ بلکہ آپ وہ صادق ترین انسان تھے جسے انسانیت نے کبھی جنم دیا۔"

ایک آریہ سماجی ایڈیٹر زیر عنوان "وشواش" (یقین) ایک زبردست طاقت ہے" رقمطراز ہے کہ :—

"عرب کا صحرا دھوپ سے تپ رہا تھا۔ اہل عرب گمنامی کی حالت میں تھے ان کو کوئی نہیں جانتا تھا کہ یکایک ایک ستارہ آسمان سے اترا جس نے عرب کے ریتلے میدانوں میں روشنی پھیلا دی۔ اس نے اہل عرب کو ایک "وشواش" (یقین) دیا۔ ایک ایمان دیا۔ اہالی عرب اس طاقت کو لے کر اٹھے۔ صحرا کی ریت بارود میں تبدیل ہو گئی جہاں ایک طرف غرناطہ میں اسلام کے جھنڈے گڑ گئے وہاں دوسری طرف دہلی کے تخت نے اس کے سامنے سر جھکا دیا۔ افریقہ کا دشوار گزار صحرا اسلامی وشواش سے پر ریت (متحرک) بہادروں کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے گونج اٹھا۔" (برگزیدہ رسولؐ)

انگلستان کے نامور محقق و مفکر جارج برنارڈ شا نے ۱۹۳۰ء میں بمبئی میں اخبار "لائٹ" لاہور کے نمائندہ کے ایک سوال کے جواب میں کہا :—

"میں نے (حضرت) محمدؐ کی سیرت کا مطالعہ کیا ہے وہ بڑے بلند پایہ انسان تھے اور میری رائے میں انھیں انسانیت کا نجات دہندہ کہنا چاہیئے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ان جیسا انسان دنیائے حاضر کا ڈکٹیٹر بن جاتا تو اس کے پیچیدہ مسائل کو ایسے طریقے پر حل کر دیتا کہ کائنات اور انسانیت مطلوبہ امن اور راحت کی دولت سے مالا مال ہوتی۔"

آپ نے مزید کہا :—

Digitized By Khilafat Library Rabwah

"بیسویں صدی کا یورپ بہت ترقی کر گیا ہے اور اسے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کے ساتھ شیفتگی پیدا ہو رہی ہے۔ امید ہے کہ آئندہ صدی میں یورپ اور آگے نکل جائیگا۔۔۔۔ اور کہنا چاہیئے کہ یورپ میں اسلام کی حلقہ بگوشی کا کام شروع ہو گیا ہے"

(بحوالہ پیام امن طبع ثانی صفحہ ۱۸۲-۱۸۳ از محمد عبد اللہ منہاس)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء، سید الاحیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔۔۔۔ اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی نبی اُمّی۔ صادق مصدوق محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۶۰-۱۶۱)

نیز فرمایا:۔

"میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا اس نے خدا سے انتہائی درجہ کی محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین اور آخرین پر فضیلت بخشی۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۵-۱۱۹)

اسی طرح فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ان اخلاق فاضلہ کا جامع ہے جو نبیوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔۔۔۔ اس آیت کا مفہوم ہے کہ جہاں تک اخلاق فاضلہ و شمائل حسنہ نفس انسانی کو حاصل ہو سکتے ہیں وہ تمام اخلاق کاملہ تامہ نفس محمدیؐ میں موجود ہیں۔ سو یہ تعریف ایسی اعلیٰ درجے کی ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو دوسری جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔ یعنی تیرے پر خدا کا سب سے زیادہ فضل ہے اور کوئی نبی تیرے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔" (براہین احمدیہ صفحہ ۵۸۳-۵۸۵ حاشیہ در حاشیہ ۳)

یا ربِّ صلِّ علیٰ نبیِّك دائمًا
فی ھٰذہ الدنیا و بعثٍ ثانی

○

Digitized By Khilafat Library Rabwah

موازنۂ مذاہب

حضرت آدم علیہ السّلام

قرآنِ مجید اور بائیبل کا موازنہ

جناب سیّد میر محمود احمد ناصر۔ ربوہ

۱۸۹۷ء کے سالانہ جلسہ کے خطاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

"آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے باعلامِ الٰہی سب کو مخاطب کر کے کہا۔ یَآاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ اس لئے ضروری تھا کہ قرآنِ شریف اُن تمام تعلیمات کا جامع ہوتا جو وقتاً فوقتاً جاری رہ چکی تھیں اور ان تمام صداقتوں کو اپنے اندر رکھتا جو آسمان سے مختلف اوقات میں مختلف نبیوں کے ذریعہ زمین کے باشندوں کو پہنچائی گئی تھیں۔ قرآن کریم کے مدِّنظر تمام نوعِ انسان تھا نہ کوئی خاص قوم اور ملک اور زمانہ اور انجیل کا مدِّنظر ایک خاص قوم تھی۔ اس لئے مسیح علیہ السلام نے بار بار کہا کہ مَیں اسرائیل کی گم گشتہ بھیڑوں کی تلاش میں آیا ہوں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن کیا لایا؟ وہی تو ہے جو توریت میں ہے...... ایسے لوگ کہتے ہیں کہ توریت میں لکھا ہے تُو زنا نہ کر ایسا ہی قرآن میں لکھا ہے کہ زنا نہ کر، قرآن توحید سکھلاتا ہے اور توریت بھی خدائے واحد کی پرستش سکھلاتی ہے لیکن فرق کیا ہوا؟ اصل بات یہ ہے کہ اس قسم کے باریک اور پیچ دار سوالات کا حل بھی اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کے بغیر ممکن نہیں۔ یہی تو قرآنی معارف ہیں جو اپنے اپنے وقت پر ظاہر ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن اور توریت میں تطابق ضرور ہے اس سے ہم کو انکار نہیں لیکن توریت نے صرف متن کو لیا ہے جس کے ساتھ دلائل براہین اور شرح نہیں ہے لیکن قرآن کریم نے معقولی رنگ کو لیا۔ اس لئے کہ توریت کے وقت انسانوں

۱۔ تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۷۳ء

Digitized By Khilafat Library Rabwah

کی استعدادیں وحشیانہ رنگ میں تھیں۔ اس لئے قرآن نے وہ طریق اختیار کیا جو عبادت کے منافع کو کو ظاہر کرتا ہے اور جو بتلاتا ہے کہ اخلاق کے مفاد یہ ہیں اور نہ صرف مفاد اور منافع کو بیان ہی کرتا ہے بلکہ معقول طور پر دلائل و براہین کے ساتھ ان کو پیش کرتا ہے تاکہ عقلِ سلیم سے کام لینے والوں کو کوئی جگہ انکار کی نہ رہے۔ جیسا میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ قرآن کے وقت استعدادیں معقولیت کا رنگ پکڑ گئی تھیں اور توریت کے وقت وحشیانہ حالت تھی۔ آدم سے لے کر زمانہ ترقی کرتا گیا اور قرآن کے وقت دائرہ کی طرح پورا ہو گیا۔ حدیث میں ہے زمانہ مستدیر ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کی صداقت کے ثبوت کے لئے اگر قرآن اور بائیبل میں صرف حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق مذکور واقعات پر ہی نظر ڈالی جائے تو قرآن کی برتری چمکتے ہوئے سورج کی طرح سامنے آجاتی ہے۔

قرآن نے حضرت آدمؑ کے واقعات بیان کرتے ہوئے روحانیت کے جو رموز بیان کئے ہیں۔ علم و حکمت کے جو دروازے کھولے ہیں۔ تاریخی اور سائنسی تحقیقات کی جو راہیں ہموار کی ہیں ان کے سامنے بائبل کا بیان اس داستان کی طرح معلوم ہوتا ہے جو تھوڑی سی سچائی کے ساتھ بہت سی خلافِ واقعہ بہت ہی بے حکمت، بہت سی غیر ضروری باتیں اور بہت سے بے ثبوت دعوے اپنے اندر رکھتی ہو۔

خاکسار وقت کے لحاظ سے واقعہ آدمؑ سے متعلق قرآن و بائیبل کے موازنہ کے متعلق صرف تین مختلف نوعیت کے امور پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے:۔

پہلا امر انسانی پیدائش کی ابتداء اور ارتقاء سے تعلق رکھتا ہے جس کے متعلق قرآن اور بائیبل دونوں نے کچھ کہا ہے اور جس کے متعلق مادی اور طبعی علوم یعنی فزیکل سائنسز کی تازہ ترین تحقیقات نہ صرف بائیبل کے مقابلہ میں قرآنی بیانات کی تصدیق کرتی چلی جا رہی ہے، بلکہ خود ان علوم کی ابتدائی تحقیقات کے ان پہلوؤں کی تردید کرتی چلی جاتی ہے جو قرآنی بیانات کے مخالف تھے۔

دوسرا امر کرۂ ارض کی تاریخ کے ایک اہم موڑ سے ہے جبکہ انسانی معاشرہ ایک نئے دور میں داخل ہوا۔ بائیبل کا بیان اس دور کے متعلق ایک حد تک غلط اور بڑی حد تک ناقص اور سطحی باتوں پر مشتمل ہے اور قرآن کا بیان جامع، حکیمانہ اور کلیۃً صحیح ہیں۔

تیسرا امر روحانیت اور روحانی نظام کے دائرہ سے تعلق رکھتا ہے اور اس پہلو میں بائیبل کے مقابلہ میں قرآن کا بیان لعل بدخشاں کی طرح خوبصورت اور لولوئے عماں کی طرح بے داغ نظر آتا ہے اور قرآنی حسن کی الٰہی تجلی انسانی ہاتھوں کی سنواری ہوئی بائیبل کے سامنے اور بھی نمایاں ہو جاتی ہے۔

پہلا امر

قرآن اور بائیبل کا پہلا اختلاف نسلِ انسانی کی ابتداء

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اور انسان کے ارتقاء سے متعلق ہے۔ بائیبل میں حضرت آدمؑ کو کرۂ ارض کا پہلا انسان قرار دیا گیا ہے اور اُن سے پہلے اور اُن کے بعد اُن کی بیوی کی پیدائش تک کرہ ارض پر کسی اور انسان کی موجودگی سے واضح الفاظ میں انکار کیا گیا ہے۔ بائیبل کے نسب ناموں کی رو سے آدمؑ آج سے کوئی سات ہزار سال پہلے گزرے ہیں گویا بائیبل کے نزدیک کرہ ارض پر انسانی نسل اور قدیم سے قدیم تہذیب کا زمانہ چند ہزار سال سے زیادہ نہیں مگر قرآن شریف واضح الفاظ میں ذکر فرماتا ہے کہ آدمؑ سے پہلے ایک لمبا سلسلہ انسانی نسل کا گزر چکا ہے اور کئی تہذیبیں آدمؑ سے پہلے قائم ہو کر مٹ چکی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ تو ظاہر ہے کہ اس بات کے ماننے سے کہ خدا قدیم اور ابدالآباد سے چلا آتا ہے۔ یہ دوسری بات بھی ساتھ ہی ماننی پڑتی ہے کہ اس کی مخلوقات بھی بحیثیت قدامت نوعی ہمیشہ سے ہی چلی آئی ہے اور صفات قدیمہ کی تجلیات قدیمہ کی وجہ سے کبھی ایک عالم کتم عدم میں مختفی ہوتا چلا آیا ہے اور کبھی دوسرا عالم بجائے اس کے ظاہر ہوتا رہا ہے اور اس کا شمار کوئی بھی نہیں کر سکتا کہ کس قدر عالموں کو خدا نے اس دنیا سے اُٹھا کر دوسرے عالم بجائے اس کے قائم کئے چنانچہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ فرما کر کہ ہم نے آدمؑ سے پہلے جانّ کو پیدا کیا تھا اسی قدامت نوعِ عالم کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔"

(معیار المذاہب۔ روحانی خزائن جلد ۹)

اسی طرح ایک آسٹریلین ماہر ہیئت پروفیسر ریگ کو انٹرویو دیتے ہوئے حضورؑ نے فرمایا:۔

"ہم اس بات کے قائل نہیں اور نہ ہی اس مسئلہ میں ہم توریت کی پیروی کرتے ہیں کہ چھ سات ہزار سال سے ہی جب سے یہ آدمؑ پیدا ہوا تھا اس دنیا کا آغاز ہوا ہے اور اس سے پہلے کچھ بھی نہ تھا گویا خدا معطل تھا نہ ہی ہم اس بات کے مدّعی ہیں کہ یہ تمام نسل انسانی جو اس وقت دنیا کے مختلف حصّوں میں موجود ہے یہ اسی آخری آدمؑ کی نسل ہے۔ ہم تو اس آدمؑ سے پہلے بھی نسلِ انسانی کے قائل ہیں جیسا کہ قرآن شریف کے الفاظ سے پتہ لگتا ہے خدا نے یہ فرمایا کہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً خلیفہ کہتے ہیں جانشین کو اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ آدمؑ سے پہلے بھی مخلوق موجود تھی پس امریکہ اور آسٹریلیا وغیرہ کے لوگوں کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اس آخری آدمؑ کی اولاد ہیں یا کسی دوسرے آدمؑ کی میں سے ہیں۔" (الحکم جلد ۱۲ ص ۲۵)

قرآن شریف کی سورۃ صٓ اور سورۃ سجدہ کی آیات کو ملانے سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ وہ آدمؑ جو مسجودِ ملائک بنایا گیا نسلِ انسانی کے عام طریق پیدائش کے ایک لمبے سلسلہ کے بعد ظہور میں آیا تھا۔ سورۃ صٓ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ○

Digitized By Khilafat Library Rabwah

فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِيْهِ
مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝"

یعنی اس وقت کو یاد کرو جب تمہارے رب نے ملائکہ سے
کہا تھا کہ میں ایک بشر گیلی مٹی سے یعنی ایسی فطرت اور طبیعت
کا بنانے والا ہوں جو ڈھلنے کی صلاحیت اپنے اندر رکھے گا
فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ پھر جب میں اس کی قوتوں کو مکمل کرلوں
وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ اور اپنی روح اس میں
ڈال دوں۔ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ تو اس کے سامنے
فرماں برداری کا طریق اختیار کرتے ہوئے جھک جاؤ۔

سورہ سجدہ میں اس بشر کی تخلیق کے فیصلہ کو
عملی شکل دینے کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"اَلَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ
وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ
ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ
مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝ ثُمَّ سَوّٰىهُ
وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ
لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ
قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝"

یعنی خدا ہی ہے جس نے ہر چیز کی تخلیق میں حُسن رکھا ہے اور
انسان کی پیدائش کو گیلی مٹی سے شروع کیا۔ پھر اُس نے
اس کی نسل کو ایک بظاہر حقیر نظر آنے والے پانی کے خلاصہ
یعنی نطفہ سے چلانا شروع کیا پھر اُس نے اس کے قویٰ کی
تکمیل کی اور اپنی روح اس میں پھونکی۔

ان دونوں آیات کو ملانے سے صاف ظاہر ہے کہ وہ
آدمؑ جو ملائکہ کی تائیدات کا مسجود قرار دیا گیا تھا انسانی نسل
کے ایک ایسے سلسلہ کے بعد ظہور پذیر ہوا تھا جبکہ بائبل آدمؑ کو
پہلا انسان قرار دیتی ہے۔

پیدائش انسان کے بارہ میں قرآن اور بائبل کا دوسرا
اختلاف یہ ہے کہ بائبل آدم کی پیدائش کے متعلق کسی تدریجی
ارتقاء کا ذکر نہیں کرتی۔ بائبل کے ماننے والوں کے مطابق نہ صرف
آدمؑ کو پہلا انسان قرار دیتی ہے بلکہ جیتا جاگتا مکمل انسان بھی
قرار دیتی ہے اور خدا کے عام قانون قدرت کے خلاف اس
کے متعلق مختلف و متعدد تدریجی تبدیلی تغیر اور ترقی کے مراحل
میں سے گزرنا تسلیم نہیں کرتی۔ ۱۹ ویں صدی کے آخر میں جب
علم الحیات کے ماہرین کا یہ نظریہ کہ انسانی پیدائش مختلف
تدریجی مراحل میں گزری ہے۔ ڈاروِن کی کتاب "Origin
of Species" کی بدولت سائنس دانوں کے دائرہ سے
نکل کر عام پبلک کے سامنے آیا تو بائبل کے متبعین نے بائبل
میں مذکور واقعہ تخلیق آدمؑ کی بناء پر اس نظریہ کا سختی سے
مقابلہ کیا۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کے تازہ ایڈیشن کے مقالہ نگار
لکھتے ہیں:۔

"At the time of the publication of Charles-Darwin's origin of species (1859) there was a considerable opposition to the conception of evolution as a whole...... Inpart, this opposition was no doubt due to

Digitized By Khilafat Library Rabwah

the influence of the biblical story of the creation."

یعنی چارلز ڈارون کی کتاب "Origin of Species" کی اشاعت کے وقت نظریہ ارتقاء کے خلاف بحیثیت مجموعی عام مخالفت موجود تھی جس کی ایک وجہ بلاشبہ بائیبل کی تخلیق کی کہانی کا گہرا اثر تھا۔

قرآن شریف بائیبل کے مقابلہ میں نہ آدمؑ کو پہلا انسان تسلیم کرتا ہے نہ ہی اس کی پیدائش کو فوری اور اچانک قرار دیتا ہے۔ قرآن شریف اللہ تعالیٰ کو رَبُّ الْعٰلَمِیْن قرار دیتا ہے اور تمام ظاہری اور روحانی عالموں کی پیدائش اور تکمیل کو خدا تعالیٰ کی تدریجی تخلیق اور تدریجی نشوونما کی صفات کی تجلی ٹھہراتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"فانّ الارض بجمیع مخلوقاتها والسّماء بجمیع مصنوعاتها کانت حقیقۃ هویّۃ آدم کانّ مادّتهٗ قد انتقلت من الحقیقۃ الجمادیّۃ الی الحقیقۃ النباتیّۃ ثمّ من الحقیقۃ النباتیّۃ الی الهویّۃ الحیوانیّۃ ثمّ بعد ذٰلك انتقلت من حیث الروحانیّۃ من الکمالات الکوکبیّۃ الی الکمالات القمریّۃ ومن الانوار القمریّۃ الی الاشعّۃ الشمسیه وکانت هٰذه الانتقالات کلّها مظاهر ترقّیات العالم الی مدارج الحقیقۃ الانسانیّۃ۔"

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۲۹۳)

یعنی زمین اور اس کی تمام مخلوقات اور آسمان اور اس کی تمام مصنوعات آدمؑ کی ہیئت کی حقیقت تھے گویا آدمؑ کا مادّہ جمادی حقیقت سے نباتاتی حقیقت اور پھر نباتاتی حقیقت سے حیوانی ہیئت کی طرف منتقل ہوا پھر روحانی لحاظ سے کوکبی کمالات سے قمری کمالات کی طرف اور قمری انوار سے شمسی شعاعوں کی طرف انتقال کیا اور یہ سب تبدیلیاں کائنات کی انسانی حقیقت کی بلندیوں کی طرف ترقیات کے مظاہر تھے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدائش انسانی و غیر انسانی میں ارتقاء کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"قرآن کریم نے ان سب سے مختلف اور نیا راستہ دنیا کی پیدائش کے راز کو کھولنے کا اختیار کیا ہے قرآنی تعلیم سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں ارتقاء کا قانون ضرور رائج ہے۔ روحانی دنیا میں بھی اور مادّی دنیا میں بھی۔ مادّی دنیا بھی ایک لمبے ارتقاء کے بعد کمال کو پہنچی ہے اور روحانی دنیا بھی ایک لمبے ارتقاء کے بعد کمال کو پہنچی ہے مگر قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق یہ اصل ماننے کے قابل نہیں کہ انسان

Digitized By Khilafat Library Rabwah

مختلف حیوانوں کی ارتقائی حالت کی آخری کڑی ہے۔ قرآن کریم کے نزدیک انسانی ارتقاء اپنی ذات میں مستقل اور جداگانہ ہے اور حیوانی ترقی کا اتفاقی مظاہرہ نہیں ہے۔ اس بارہ میں قرآن کریم کی تعلیم سورۃ نوحؑ سے ظاہر ہے اس میں اللہ تعالیٰ حضرت نوحؑ کا یہ قول نقل فرماتا ہے مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۝ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۝ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ۝ (نوحؑ ع۱) یعنی اے لوگو تمہیں کیا ہوا کہ تم اللہ تعالیٰ کی نسبت یہ یقین نہیں رکھتے کہ اس کے سب کام حکمتوں کے مطابق ہوتے ہیں حالانکہ اس نے تم کو متعدد دوروں میں سے گزار کر پیدا کیا ہے کیا تم نے اس پر غور نہیں کیا کہ کس طرح اس نے سات آسمان اس طرح بنائے ہیں کہ ان کے اندر کامل مطابقت پائی جاتی ہے اور ان آسمانوں میں چاند بھی پیدا کیا ہے جو نور والا ہے اور سورج کو بھی بنایا ہے جو روشنی بخشتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تم کو زمین سے اس طرح اُگایا ہے جو اُگانے کا حق ہے پھر وہ تم کو اسی زمین میں واپس لے جاتا ہے اور ایک دن تم کو اسی میں سے اچھی طرح نکالے گا۔

ان آیات سے یہ امور ظاہر ہیں (۱) انسانی پیدائش کئی دوروں میں ہوئی ہے۔ کیونکہ فرمایا ہے خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا اور طَوْر کے معنے عربی زبان میں اندازہ، ہیئت اور حال کے ہوتے ہیں (اقرب) پس اَطْوَارًا کے معنے ہوئے کئی حدوں میں سے گزار کر، کئی ہیئتوں اور احوال میں بدلتے ہوئے پیدا کیا ہے۔ اندازہ اور حد کے لحاظ سے اس کے یہ معنے ہیں کہ ہر اندازہ اور حد میں تم دوسرے اندازہ اور حد سے ممتاز اور جداگانہ حیثیت رکھتے تھے اور ایک حد میں جب تھے۔ تو دوسری حد کی طاقتوں سے محروم تھے اور ہیئت اور حالت کے لحاظ سے اس کے یہ معنے ہوں گے کہ مختلف دوروں میں تمہاری شکل مختلف تھی اور مختلف حالتوں کے ماتحت تم ترقی کر رہے تھے۔ (۲) دوسری بات اس آیت سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ ایک دور انسانی پیدائش پر وہ آیا جو آسمان اور زمین کی پیدائش سے بھی پہلے تھا کیونکہ اس آیت میں انسانی پیدائش کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک حصہ آسمان و زمین کی پیدائش سے پہلے بیان کیا ہے اور ایک حصہ آسمان و زمین کی پیدائش

Digitized By Khilafat Library Rabwah

کے بعد بیان کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جبکہ آسمان و زمین کا مادہ ابھی دُخانی حالت میں تھا اور سمٹ کر جرم کی شکل نہ بنا تھا اس وقت بھی وہ ذرۂ حیات کسی نہ کسی شکل میں موجود تھا جو بعد میں انسان بنا۔

(۳) تیسری بات ان آیات سے یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ جب وہ دُخانی مادہ جس سے کائنات بنی۔ سمٹ کر جرم کی شکل میں آگئی اور آسمان و زمین کے اجرام تیار ہوگئے۔ تو انسان پر ایک نیا دور آیا اور وہ زمین سے باہر نمودار ہوا اور جس طرح نباتات کی حالت ہوتی ہے کہ چل پھر نہیں سکتے اور غذا اندر جگہ سے لیتے ہیں وہ بھی کمزور تھا اور ابھی حرکت کرنے کے قابل نہ ہوا تھا پھر آہستہ آہستہ اس نے ایک حرکت کرنے والے مستقل وجود کی شکل اختیار کرنی شروع کی.......

خلاصہ یہ کہ اس آیت سے ظاہر ہے کہ انسان کی پیدائش قرآن کریم کے رو سے فوری اور ایک وقت نہیں ہوئی بلکہ جس وقت سے کہ کائنات کی پیدائش کا اللہ تعالیٰ نے انتظام کیا اسی وقت سے اس نے انسان کی پیدائش کی بنیاد رکھی اور مختلف اوقات میں ترقی دیتے دیتے زمین سے نکال کر اسے بڑھایا اور انسانی شکل دی اور شعور اور عقل اسے بخشی۔

(تفسیر کبیر جلد اول جزو اول صفحہ ۲۹۱)

الغرض قرآن بائیبل کے اس مفروضہ کی تردید کرتا ہے کہ آدمؑ کی پیدائش سے پہلے کوئی انسان نہ تھا اور اس بات پر بھی زور دیتا ہے کہ انسان کی پیدائش متعدد تدریجی مراحل میں سے گزر کر ہوئی۔

موجودہ زمانہ میں جو تاریخی اور سائنسی انکشافات ہوئے ہیں اُن کا بہت سا حصہ اگرچہ اُن لوگوں کے ہاتھوں ہوا جو بائیبل کے متبع اور قرآن کے مخالف تھے مگر اُن کی تحقیقات نے بائیبل کے مقابل میں قرآنی بیان کی تصدیق کی ہے۔

آدمؑ سے بہت پہلے نسل انسانی کی موجودگی اور نسلِ انسانی کے تدریجی مراحل میں سے گزرنے کا نظریہ ڈارون کے ذریعہ مقبول عام ہوا ابھی کچھ عرصہ قبل تک اور ایک حد تک اب بھی سائنسدانوں میں سب سے مقبول خیال یہ تھا کہ پہلا primate. (انسان نما وجود) جو انسانی شاہراہ پر رواں ہوا۔ کوئی ایک کروڑ چالیس لاکھ سال پہلے ظہور پذیر ہوا اور اصطلاحاً Ramapithecus کے نام سے موسوم ہے۔ پھر اب سے ۵۰ لاکھ سال قبل Australopithecus کی تشکیل ہوئی جو اوزار استعمال کرنے کی قدرے صلاحیت رکھتا تھا اس کے بعد Homo-habilis کا مرحلہ آیا اور آج سے دس لاکھ سال قبل Homo erectus کی شکل میں ایک دماغ کا مالک انسان ہلکی رفتار سے زمین پر سفر کرنے لگا۔ اس کے بعد یہ وجود Neanderthal انسان کی شکل میں Homo-sapien یعنی قوتِ فکر و حکمت کے ساتھ تشکیل پایا جس کا زمانہ کوئی دو لاکھ سال قبل ہے اور پھر ہمارے جیسا انسان Homo-sapien Sapien کوئی ۴۰ ہزار سال پہلے تکمیل پایا۔ سائنس دانوں کے یہ خیالات ماضی قریب

Digitized By Khilafat Library Rabwah

کے ہیں۔ مگر اب گزشتہ دو ایک سال ہی اس تحقیق نے کچھ آگے قدم بڑھایا ہے اور گو ابھی یہ تحقیق مکمل نہیں ہوئی۔ مگر کینیا کے Richard Leaky کے انسانی کھوپڑی اور ہڈیوں کے انکشاف اور جنوبی افریقہ میں سوازی لینڈ اور نیٹال کی سرحد پر ایک غار سے Beumont اور Boshies کے انکشافات کی بنا پر اب سائنسدانوں میں یہ خیال راسخ ہو رہا ہے کہ ہمارے جیسا انسان Homo-sapien Sapien کا زمانہ ۴۰ ہزار سال قبل سے نہیں بلکہ ممکن ہے ۲۰ لاکھ سال پہلے ہو۔

اس سلسلہ میں ایک لطیف بات ہمارے سامنے یہ آتی ہے کہ اس نئی تحقیق سے جہاں بائیبل کے مقابلہ میں قرآن مجید کی صداقت کا ثبوت ملتا ہے وہاں قرآن مجید سے استنباط کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے خلفاء نے سائنسدانوں کے نظریہ کے جن غلط پہلوؤں کی تردید فرمائی تھی ان کی تردید بھی اس نئی تحقیق سے ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہ انسانی پیدائش مختلف تدریجی مراحل میں سے گزر کر ہوئی ہے اس بات کی تردید فرمائی تھی کہ انسان کی پیدائش کی کڑیاں بعض حیوانات کی پیدائش کے ساتھ وابستہ اور بعض گم شدہ کڑیوں کے ذریعہ اُن کے ساتھ ملتی ہیں۔ پروفیسر ینگ کے سوال کے جواب میں حضورؑ نے اس خیال کی تردید کی اور حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی تفسیر میں اس کے رد میں یہ قرآنی نظریہ پیش کیا کہ انسانی نسل علیحدہ اور آزادانہ اپنے ارتقائی منازل طے کر رہی ہے اب حالیہ تحقیق سے اس کی تصدیق ہو رہی ہے مسٹر رونلڈ شلر "TUESDAY" رسالہ (Mr. Ronald Shiller) میں لکھتے ہیں:-

"The descent of man is no longer regarded as with some links missing"

یعنی "انسانی نسل کی تشکیل کے متعلق اب سائنسدان اس خیال کے قائل نہیں رہے کہ اس کی کچھ کڑیاں مفقود ہو چکی ہیں"

اور اب تازہ ترین تحقیق کے نتائج کے امکانات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"It may be that we did not evolve from any of the previously known human types, but descended in a direct line of our own."

یعنی "ان تحقیقات کے نتائج کی صورت میں اس بات کے ثبوت کا امکان پیدا ہو رہا ہے کہ ہماری تشکیل کسی سابقہ معروف انسان نما وجودوں سے نہیں ہوئی بلکہ ہماری نسل شروع سے ہی اپنی مخصوص لائن پر ترقی کرتے ہوئے اپنی موجودہ شکل کو پہنچی ہے۔"

دوسرا امر

قرآن اور بائیبل کے واقعہ آدمؑ کے موازنہ کا دوسرا پہلو

Digitized By Khilafat Library Rabwah

معاشرہ انسانی کی تاریخ کے اہم موڑ سے تعلق رکھتا ہے۔ مقررہ وقت تفصیل کی اجازت نہیں دیتا اس لئے میں چند فقروں میں ایک وسیع مضمون کو سمیٹنے کی کوشش کرتا ہوں۔

بائیبل کا بیان ہے کہ آدمؑ پہلا انسان تھا اور اس کے ذریعہ معاشرہ انسانی کی بنیاد پڑی (ا) بائیبل اس معاشرہ کے متعلق چند ابتدائی باتیں کہہ کر خاموش ہو گئی ہے مگر قرآن نے تاریخ معاشرۂ انسانی اور مقاصدِ معاشرۂ انسانی کے متعلق مضامین کا ایک سمندر چند رکوع میں بیان کر دیا ہے جس کا ایک سرسری خاکہ یہ ہے کہ آدمؑ سے پہلے کی تہذیب زوال پذیر ہو گئی تھی۔ آدمؑ کے علاقہ کا انسان جن کو قرآن جانّ اور علمائے تاریخ cave-man کے لفظ سے ذکر کرتے ہیں۔ غاروں میں زندگی گزار رہا تھا۔ معاشرتی زندگی نام کے برابر تھی۔ آدمؑ کے ذریعہ جیسا کہ اس کے نام سے بھی ظاہر ہے سطح زمین پر معاشرتی زندگی کا احیاء کیا گیا۔ بہبودی اور تعزیر کا اختیار رکھنے والی حکومت قائم ہوئی۔ ازدواجی اور عائلی زندگی کے قوانین مرتب کئے گئے اور سکھائے گئے اور ان پر عمل شروع ہوا۔ انسان کی معاشی ضروریات کے لئے اجتماعی انتظام کو رائج کیا گیا۔ موسمی اثرات کے مقابلہ کے سامان مہیا کئے گئے۔ ذخائر سے صحیح طور پر فائدہ اٹھا سکنے کے لئے ان کی ضرورت کے مطابق خواص اشیاء کا علم ان کو دیا گیا۔ انسان کی انفرادی اور اجتماعی تشکیل و ترقی کے لئے ایک اچھی زبان نہایت ضروری ہے۔ آدمؑ کے ذریعہ قائم ہونے والے معاشرہ کو ایک ایسی جامع زبان دی گئی جو روحانی اور سائنٹیفک حقائق کو بیان کرنے کے لئے اتنی طبعی زبان ہے اتنی جامع اور وسیع ہے کہ سب زبانوں کی ماں کا درجہ رکھتی ہے۔ اس معاشرہ کے مقاصد کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:۔

"اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ۝ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ۝" (طٰہٰ: ع)

کہ تمہیں تمدن کی برکات سے حصہ دیا جاتا ہے اس کی خرابیوں کو دور کرنا بھی تمہارا فرض ہوگا۔ تمہارے لئے لازمی ہے کہ معاشرہ کے سب ارکان کی بنیادی ضروریات کا انتظام کرو۔ دنیا آج بھی اسی معاشرتی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ دینے کی محتاج ہے

بہر حال قرآن مجید نے آدمؑ کے ذکر میں معاشرۂ انسانی کے ایک اہم موڑ کی نشان دہی کی ہے اور اس کے ذریعہ مثالی معاشرہ کی تعلیم دی ہے اور بائیبل کے واقعہ آدمؑ میں یہ مضمون نہ ہونے کے برابر ہے۔

تیسرا امر

قرآن و بائیبل کا واقعہ آدمؑ کے ضمن میں موازنہ کا آخری پہلو جو خاکسار پیش کرنا چاہتا ہے۔ روحانیت اور روحانی نظام کے دائرہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس بارہ میں قرآن و بائیبل کے بیانات متضاد ہیں۔ جہاں قرآن کا بیان ہے کہ آدمؑ کے ذریعہ ایک نئے روحانی دور کی ابتداء ہوئی اور آدمؑ نسل انسانی کے اس روحانی معراج کے ابتدائی نقطہ کے طور پر تھے وہاں بائیبل کا یہ عجیب موقف ہے کہ روحانی ترقی کا یہ سامان خدا کی نافرمانی اور شیطانی تحریک سے پیدا شدہ گناہ کے باعث ہوا۔

قرآن حکیم کا بیان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عظیم استعدادیں اور صلاحیتیں دے کر یہ شرف عطا فرمایا

Digitized By Khilafat Library Rabwah

کہ وہ صفات الٰہیہ کا مظہر ہے۔ سب خوبیوں اور ہر قسم کے فیوض کا مجموعہ اور منبع خدا کی ذات ہے حسن و احسان کا وہی ایک حقیقی ازلی خدا احد و ازلی ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں اور ہمارے اس روحانی دور کا پہلا وجود آدمؑ اپنے زمانہ میں صفاتِ الٰہیہ کا سب سے بڑا مظہر بن کر اس قابل ہوا کہ وہ زمین پر خدا کا خلیفہ کہلائے اور خدا اور اس کی مخلوق کے درمیان ارشاد و ہدایت کے لئے واسطہ ہو۔ یہ مقام روحانی مجاہدہ اور روحانی ارتقاء کے کئی ادوار میں سے گزر کر حاصل ہوتا ہے جس کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے نئی روح ملتی ہے خدا اپنا کلام اس پر نازل فرماتا ہے اور خدا کی روح اس میں پھونکی جاتی ہے اور اس مقام پر وہ خلیفۃ اللہ ملائکہ کی تائید کا مسجود بنایا جاتا ہے۔ اس مقام کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"روحانی وجود کی روح روحانی قالب طیار ہونے کے بعد انسان کے روحانی وجود میں داخل ہوتی ہے یعنی اس وقت جبکہ انسان شریعت کا تمام جُوا اپنی گردن پر اٹھا لیتا ہے اور مشقت اور مجاہدہ کے ساتھ تمام حدودِ الٰہیہ کے قبول کرنے کے لئے طیار ہو جاتا ہے اور ورزش شریعت اور بجا آوریٔ احکام کتاب اللہ سے اس لائق ہو جاتا ہے کہ خدا کی روحانیت اس کی طرف توجہ فرماوے اور سب سے زیادہ کر اپنی محبت ذاتیہ سے اپنے تئیں [illegible] کا مستحق ٹھہرا لیتا ہے جو برف کی طرح سفید اور شہد کی طرح شیریں ہے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں وجود روحانی خشوع کی حالت سے شروع ہوتا ہے اور روحانی نشوونما کے چھٹے مرتبہ میں یعنی اس مرتبہ پر کہ جبکہ روحانی قالب کے کامل ہونے کے بعد محبت ذاتیہ الٰہیہ کا شعلہ انسان کے دل پر ایک روح کی طرح پڑتا ہے اور دائمی حضور کی حالت اس کو بخش دیتا ہے۔ کمال کو پہنچتا ہے اور تب روحانی حسن اپنا پورا جلوہ دکھلاتا ہے لیکن یہ حسن جو روحانی حسن ہے جس کو حسنِ معاملہ کے ساتھ موسوم کر سکتے ہیں یہ وہ حسن ہے جو اپنی قوی کششوں کے ساتھ حسنِ بشرہ سے بہت بڑھ کر ہے کیونکہ حسنِ بشرہ صرف ایک یا دو شخص کے فانی عشق کا موجب ہوگا جو جلد زوال پذیر ہو جائے گا اور اس کی کشش نہایت کمزور ہوگی لیکن وہ روحانی حسن جس کو حسنِ معاملہ سے موسوم کیا گیا ہے وہ اپنی کششوں میں ایسا سخت اور زبردست ہے کہ ایک دنیا کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور زمین و آسمان کا ذرہ ذرہ اس کی طرف کھینچا جاتا ہے ......

تجربہ اور خدا تعالیٰ کی پاک کتاب سے ثابت ہے کہ دنیا کے ہر ایک ذرہ کو طبعاً ایسے شخص کے ساتھ ایک عشق ہوتا ہے اور اس کی دعائیں ان تمام ذرات کو ایسا اپنی طرف

کھینچتی ہیں جیسا کہ آہن ربا لوہے کو اپنی
طرف کھینچ لیتا ہے۔

ہر ایک ذرہ روحانی حسن کا عاشق صادق
ہے اور ایسا ہی ہر ایک سعید روح بھی
کیونکہ وہ حسن تجلی گاہِ حق ہے وہی حسن
تھا جس کے لئے فرمایا گیا۔ اُسْجُدُوْا
لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ۔
اور اب بھی بہتیرے ابلیس ہیں جو اس حسن کو
شناخت نہیں کرتے مگر وہ حسن بڑے بڑے
کام دکھلاتا رہا ہے۔ نوحؑ میں بھی وہی حسن
تھا جس کی پاس خاطر حضرت عزت جلشانہ
کو منظور ہوئی اور تمام منکروں کو پانی کے
عذاب سے ہلاک کیا گیا۔ پھر اس کے بعد موسیٰؑ
بھی وہی حسن روحانی لے کر آیا جس نے
چند روز تکلیفیں اٹھا کر آخر فرعون کا بیڑا غرق
کیا۔ پھر سب کے بعد سید الانبیاء و خیر الوریٰ
مولانا و سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وسلم ایک عظیم الشان روحانی حسن لے کر آئے
جس کی تعریف میں یہی آیت کریمہ کافی ہے
دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ
اَوْ اَدْنٰی یعنی وہ نبی جناب الٰہی کے بہت
نزدیک چلا گیا اور پھر مخلوق کی طرف جھکا
اور اس طرح پر دونوں حقوں کو جو حق اللہ
اور حق العباد ہے ادا کر دیا اور دونوں قسم کا
حسن روحانی ظاہر کیا۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم [illegible])

غزل

جناب ڈاکٹر پروفیسر نصیر احمد خان

محبت کا سارا جہاں آپ کا ہے
زمیں آپ کی، آسماں آپ کا ہے

شب و روز کی گردشیں اللہ اللہ!
زماں آپ کا ہے مکاں آپ کا ہے

یہ انجم یہ تارے یہ آہیں یہ بادل
شرر آپ کے ہیں، دھواں آپ کا ہے

فقط خاک و خوں رزم ہستی میں میرے
علم آپ کا ہے نشاں آپ کا ہے

مری زندگی بے حقیقت فسانہ
فسانے کا رنگیں بیاں آپ کا ہے

نصیر حزیں کو بھی اپنا لیا ہے
یہ سب حلقۂ عاشقاں آپ کا ہے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

جب شورام نے کلمہ طیبہ پڑھا!
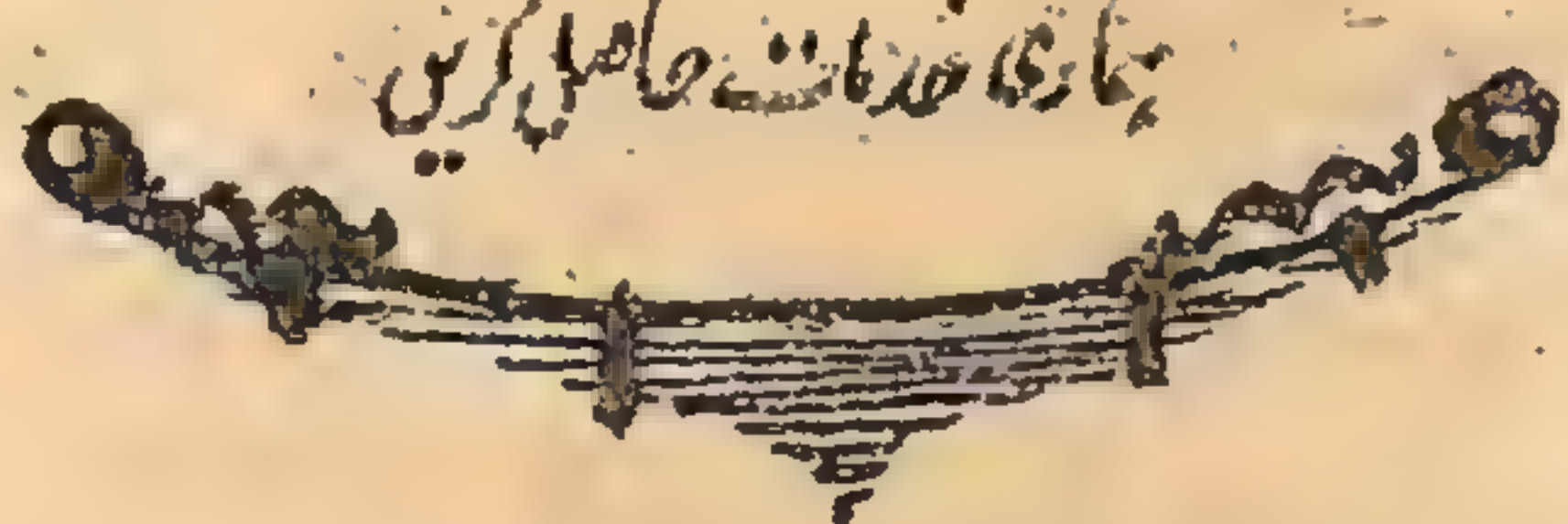
مرسلہ: جنابِ شیخ عبد القادر محقق لاہور

آج سے ۷۰ سال قبل حویلی بہادر شاہ جھنگ مگھیانہ کا ایک نوجوان جو کہ ہندو گھرانے کا چشم و چراغ تھا۔ کشاں کشاں اسلام کی آغوش میں آ گیا۔ اس کا نام "شورام" تھا۔ وہ جھنگ مگھیانہ کے ایک پولیس افسر لالہ چانو رام کا اکلوتا بیٹا تھا۔ اسے "صحبتِ صالحین" مل گئی، لائل پور میں اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں "ست بچن"، "سرمہ چشم آریہ"، وغیرہ پڑھ لیں، اس کی روحانی آنکھیں کھل گئیں۔ اندر کی آنکھیں کھل گئیں، وہ اپنے اسلام کو خفیہ طور پر چھپا نہ سکا۔ سید ... پڑھتا رہا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ جن کی تبلیغ سے وہ اسلام آشنا ہوا۔ اس پر کیا بیتی؟ اس کا حال ۱۹۱۰ء کے "پیسہ اخبار" میں شائع ہو چکا ہے۔ آج سے ۶۷ سال قبل کی یہ تاریخی دستاویز ہے۔ بڑی دلچسپ اور ایمان افروز۔ حالت یہ تو یہ ہو گیا کہ اس نو مسلم کا نام۔ "عبد الرب" رکھا گیا۔ یہ میرے والد شیخ عبد الرب نو مسلم مرحوم تھے۔ اسلام کے فدائی، قرآن کے عاشق، تبلیغ کے رسیا، پیکرِ صدق و وفا۔ ۱۹۴۲ء میں فوت ہوئے اور مقبرہ بہشتی قادیان میں ان کو جگہ ملی ـــــ

"پیسہ اخبار" کے مضمون کا ایک حصہ درج ذیل ہے۔ جس کا حصول عزیزی شیخ عبد الماجد صاحب کی کاوش کا نتیجہ ہے۔

"لائلپور میں جو ہندو سوداگروں نے ایک بڑی مسلمان فیکٹری (یعنی کارخانہ روئی و آٹا وغیرہ) کو بائیکاٹ کیا ہے۔ وہ اس امر کے اظہار کے لئے کافی ثبوت ہے کہ کہاں تک ہمارے ہندو بھائی ہماری نسبت اپنے دلوں میں ضرر رسانی و ایذادہی کے خیالات رکھتے ہیں۔ اور ان کا یہ دعویٰ کہ ہندو مسلمانوں کے درمیان اتفاق اور اتحاد قائم ہو۔ کہاں تک درست ہے؟ کسی ہندو کا مسلمان ہونا۔ کوئی نرالی بات نہیں۔ لاکھوں انسان ہندوستان میں پہلے بھی اپنی خوشی سے اسلام میں داخل ہوتے رہے ہیں۔ اور اب بھی ہوتے ہیں۔ اور ہزاروں مسلمان مرتد ہو کر دوسرے مذاہب میں داخل ہوئے اور ہوتے ہیں۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

مگر کسی جگہ کسی شخص کے تبدیلی مذہب کی وجہ سے کوئی ایسا طریق
اختیار نہیں کیا گیا۔ جیسا کہ لاہور کے تجارت پیشہ ہندوؤں نے کیا
ہے۔ یہ ہندوستان کی تاریخ میں ایک نیا واقعہ ہے۔ حالانکہ
یہاں تو خوش قسمتی سے برٹش گورنمنٹ کا راج ہے۔ جہاں ہر ایک
کو اختیار ہے کہ وہ اپنی مرضی سے اور خوشی سے جو مذہب چاہے
پسند کرے۔ اور جن ممالک میں اب بھی مسلمانوں کی سلطنت ہے
وہاں بھی تبدیلی مذہب پر کوئی جبر کا طریق نہیں برتا جاتا۔
چہ جائیکہ پنجاب کے غریب مسلمانوں پر یہ الزام لگایا جائے
کہ وہ غیر مذاہب کے لوگوں کو بہ جبر اسلام میں داخل کرتے ہیں۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ شہر لاہور میں چند مسلمانوں
کی ایک فیکٹری رتنی آباد وغیرہ کی ہے جس میں بعض ہندو بھی
ملازم تھے۔ ان میں سے ایک نوجوان ہندو کو مذہب کا خیال
بھی تھا۔ وہ اکثر مذہبی کتابوں کا مطالعہ کیا کرتا تھا اس کے
مطالعہ میں علاوہ دیگر کتب کے بعض کتابیں حضرت مرزا
غلام احمد صاحب قادیانی کی بھی اس کی نظر سے گزریں چونکہ
وہ سمجھدار نوجوان تھا۔ اس کو اسلام کی تعلیم خصوصاً
خاص کر وہ اسلام جو حضرت مرزا صاحب نے دنیا کو پیش کیا
ہے۔ اس کو نہایت ہی پسند خاطر ہوا۔ اور دل میں فیصلہ
کر کے وہ قادیان کو چلا گیا۔ جہاں اس نے بطیب خاطر اپنی
مرضی سے اسلام قبول کر لیا۔

جب لاہور کے دکاندار ہندوؤں کو اس امر کا علم
ہوا تو انہوں نے بالاتفاق اس فیکٹری سے جس میں وہ ملازم
تھا۔ لین دین بند کر دیا۔ جب وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے کہا
معلوم ہوتا ہے۔ آپ لوگوں نے اس کو زبردستی مسلمان بنایا
ہے جس پر مالکان فیکٹری نے کہا کہ ہماری کیا غرض تھی۔ وہ
اپنی خوشی سے جاکر مسلمان ہوا۔ ہمارا اس میں کیا قصور ہے؟
اس پر انہوں نے کہا کہ:

"اگر وہ نومسلم خود ہمارے پاس آکر اس امر
کا اظہار کرے کہ وہ اپنی خوشی سے مسلمان ہوا
ہے اور کسی کا جبر اس پر نہیں ہوا تو بائیکاٹ
کو بند کر دیں گے"

اس بات کی منظوری کے بعد ایک آدمی کو قادیان بھیجا گیا کہ
اس نومسلم کو جاکر ہمراہ لائے۔ چنانچہ وہ آدمی ساتھ لے کر آگیا
اور اس نے سب کے سامنے بیان کیا۔ کہ میں اپنی خوشی سے
بلا جبر و اکراہ مسلمان ہوا ہوں۔

اور اسی روز سے نومسلم مذکور اہل ہنود کے حوالے کیا
گیا اور انہوں نے اسے [illegible] کوشش کرائی اور
[illegible]
[illegible] جب اس نومسلم کا باپ قادیان میں پہنچا تھا تو اس کو بھی
اس نے کہا تھا کہ:

"اے میرے پیارے باپ! میں نے
مذہب اسلام کو ایک سچا مذہب
تحقیق کرکے قبول کیا ہے میں کسی
دھوکہ یا کسی کی برانگیخت سے
مسلمان نہیں ہوا۔ میری دلی خواہش
اور سچی آرزو ہے کہ آپ بھی اس
پاک مذہب میں داخل ہو جاویں۔
اسی میں راحت اور شانتی ہے۔"

تعجب کی بات ہے کہ باوجودیکہ نومسلم مذکور ایک سمجھدار
[illegible] جبر و سختی سے مسلمان بنانے کا مسلمانوں

Digitized By Khilafat Library Rabwah

پر کیونکر الزام دیا جاتا ہے حالانکہ وہ برابر ان کے سامنے بار بار اظہار کر چکا ہے کہ:-

"میں نے اپنی خوشی سے اسلام قبول کیا ہے۔"

اور جس فیکٹری میں وہ کام کرتا تھا اس کے مالک نہایت شریف آدمی ہیں۔ گو کہ اہل ہنود سے ان کا میل جول رہا ہے اور کبھی بگاڑ نہیں ہوا۔ مگر باوجود قول و قرار کے اہل ہنود ایذا رسانی سے باز نہیں آئے۔ اور فیکٹری مذکورہ کے ایک مہینے سے کاروبار تجارت قطعی بند ہے جس کے لیے مالکان کو سخت نقصان ہو رہا ہے۔

اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ اہل ہنود مسلمانوں کو علانیہ ضرر رسانی میں ایکا اور اتفاق کر لیا ہے۔ کیا یہ بات جائے تعجب نہیں ہے کہ ایک طرف تو ہمارے ہندو بھائی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ملک کے خیر خواہ ہیں اور ہندو مسلمانوں کے درمیان رابطۂ اتحاد کو بڑھانا چاہتے ہیں اور محبت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ مگر دوسری طرف ان سے یہ حرکات صادر ہوتی ہیں کہ جن سے ان کا کینہ اور بغض، غیظ اور غضب کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جو وہ اسلام کے خلاف اپنے سینوں میں رکھتے ہیں۔

ایسے خیالات کا اظہار عام طور پر ان لوگوں سے ہوتا رہتا ہے جو ان سے کسی قسم کا تعلق رکھتے ہیں بلکہ بعض اخباروں میں کھلم کھلا یہ کوشش ہو رہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو مسلمانوں کو کچل دیا جائے۔ برخلاف اس کے اہل اسلام کا سلوک اہل ہنود سے نسبتاً بہت فراخدلی کا ہو رہا ہے چنانچہ ہندو مسلمانوں کے ہاتھ کی چھوئی ہوئی چیز نمک کھانا حرام سمجھتے ہیں مگر مسلمان ہیں کہ ان کی چھوئی ہوئی چیزیں برابر کھا لیتے ہیں۔

ہندوؤں کی دکانوں سے مسلمان بلا تعصب قومی ہر ایک قسم کی اشیاء خریدتے ہیں اور یہ ضروری نہیں سمجھتے کہ مسلمانوں کے ہاں سے ہی خریدیں۔ اور ہندو اکثر سوائے مجبوری کے مسلمانوں کی دکانوں سے سودا نہیں خریدتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندو تجارت میں بہت بڑھ گئے۔

لاہور کے واقعات کو پبلک کے سامنے پیش کرنے سے غرض یہ ہے کہ اگر ہندو صاحبان کی مسلمانوں سے اسی قسم کے سلوک کی نیت ہے اور وہ معاملات کو راستی سے سلجھانا نہیں چاہتے۔ تو مجبوراً مسلمانوں کو بھی اپنی جگہ اپنا علیحدہ بندوبست کرنا پڑے گا۔ اور وہ ہر ایک امر میں علیحدگی کے لیے تیار ہو جائیں گے ...... مسلمان جب تنگ ہو جاویں گے تو مجبوراً وہ اپنا بندوبست آپ کریں گے۔ اس وقت اہل ہنود کو معلوم ہو جائے گا کہ مسلمان مردہ قوم نہیں ہے بلکہ ایک زندہ قوم ہے جو اپنی حمیت اور غیرت کو خیر باد نہیں کہہ چکی۔"

("پیسہ اخبار" لاہور ۲۸ ستمبر ۱۹۰۹ء)

"خالد"

آپ کو کیسا لگا؟

ادارہ کو اپنی مفید آراء سے آگاہ کیجئے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

نقد و نظر

"تقدیسِ افکار"

؎ وہ خیالوں سے بھی جو نہ ڈھل سکے ۔۔۔ نیفیق چند آنسو وہ شعر بنکے ڈھل گئے

"تقدیسِ افکار" جماعت کے معروف شاعر جناب نیفیق چنگوی کا پہلا مجموعۂ کلام ہے۔ یہ حمد باری تعالیٰ، نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم، آمد امام الزمان، صحابہ کرام رضی، ظہورِ مصلحِ موعود رضی جیسی بلند پایہ نظموں کے علاوہ ۳۳ اصلاحی و معاشرتی اور مختلف موضوعات پر مشتمل نظموں اور ایک سو آٹھ غزلوں کا مجموعہ ہے۔ سفید اعلیٰ کاغذ، نفیس طباعت، جاذبِ نظر گردپوش سے مزین ۱۸×۲۳/۸ کے ۲۲۰ صفحات کی یہ خوبصورت کتاب جماعتِ احمدیہ کے شعری مجموعوں میں گراں قدر اضافہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان کا یہ کلام چالیس سالہ دور کا حاصل ہے۔ آپ نے بلا تکلف اپنا سارا کلام اس مجموعہ میں پیش کر دیا ہے اور بلا خوفِ لومۃ لائم دل کی بات زبان پر لائے ہیں اور اس کا اظہار نیفیق صاحب نے "عرضِ حال" میں یوں کیا ہے کہ:—

"میرا یہ کلام میرے دل کی آواز اور میرے دلی جذبات کا آئینہ دار ہے۔ میں نے اپنے ماحول سے متأثر ہو کر جو بھی کہا ہے اُسے خدارا تنقید کی صلیب پر نہ چڑھایئے اور نہ ہی کسی اور سے اس کا موازنہ کیجئے کیونکہ مجھے اپنی کم مائیگی، کوتاہ علمی اور عجز کا اعتراف ہے۔"

اور یہ ایک حقیقت ہے کہ عشق و محبت میں سرشار ہو کر نیفیق صاحب نے جو بھی کہا ہے۔ دل پر اثر کرنے والا ہے اور ہر درد مند دل کے لئے دعوتِ فکر و عمل ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ یقیناً مفید ہوگا۔ (س۔ ا)

○

سالانہ مرکزی تربیتی و تعلیمی کلاس ۱۳۵۶ھش ۱۹۷۷ء

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ کے زیرِ اہتمام امسال سالانہ تربیتی کلاس مورخہ ۱۵ تا ۲۸ شہادت/اپریل منعقد ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ قائدین کرام سے درخواست ہے کہ اپنی اپنی مجلس کی نمائندگی کے لئے بھرپور کوشش کریں اور نامزد نمائندگان کے اسماء ارسال فرما کر ممنون فرمائیں!

(ناظم اعلیٰ تربیتی کلاس ۱۳۵۶ھش/۱۹۷۷ء)

○

Digitized By Khilafat Library Rabwah

تحقیقی مقالہ

افکارِ مصلح موعودؓ کی مقبولیت غیر احمدی حلقوں میں

جناب مولانا دوست محمد شاہد مؤرخ احمدیت

صفتِ علیم کی جلوہ گری

خدا تعالیٰ کی صفتِ علیم، عظمت، شان، تمکنت اور جاہ و جلال کے ساتھ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ جلوہ گر ہوئی۔ آپ وہ پاک نفس تھے جن کو بمطابق وحیٔ الٰہی "علوم ظاہری و باطنی سے پُر" کیا گیا اور آپ ہی کے قلم سے ایسا پُر حکمت و معرفت اور انقلاب انگیز لٹریچر شائع ہوا کہ امتِ مسلمہ کے لئے رہتی دنیا تک مشعلِ راہ کا کام دے گا۔

چنانچہ حضورؓ نے ۲۹ر دسمبر ۱۹۳۹ء کی معرکۃ الآراء تقریر میں فرمایا۔

"مَیں وہ تھا جسے کل کا بچہ کہا جاتا تھا مَیں وہ تھا جسے احمق اور نادان قرار دیا جاتا تھا مگر عہدۂ خلافت کو سنبھالنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قرآنی علوم اتنی کثرت کے ساتھ کھولے کہ اب قیامت تک امتِ مسلمہ اس بات پر مجبور ہے کہ میری کتابوں کو پڑھے اور اُن سے فائدہ اُٹھائے وہ کون سا اسلامی مسئلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ اپنی تمام تفاصیل کے ساتھ نہیں کھولا۔ مسئلۂ نبوت، مسئلۂ کفر، مسئلۂ خلافت، مسئلۂ تقدیر، قرآنی ضروری امور کا انکشاف، اسلامی اقتصادیات، اسلامی سیاسیات اور اسلامی معاشرت وغیرہ پر تیرہ سو سال سے کوئی وسیع مضمون موجود نہیں تھا۔ مجھے خدا نے اس خدمتِ دین کی توفیق دی اور اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ہی ان مضامین کے متعلق قرآن کے معارف کھولے جن کو آج

Digitized By Khilafat Library Rabwah

دوست دشمن سب نقل کر رہے ہیں۔ مجھے کوئی لاکھ گالیاں دے۔ مجھے لاکھ برا بھلا کہے جو شخص اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے لگے گا۔ اسے میرا خوشہ چیں ہونا پڑے گا۔ اور وہ میرے احسان سے کبھی باہر نہیں جا سکے گا۔"

("خلافتِ راشدہ" تقریر دلپذیر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ برموقعہ جلسہ سالانہ ۲۸، ۲۹ دسمبر ۱۹۳۹ء۔ صفحات ۲۵۴، ۲۵۵۔)

ذیل میں مندرجہ بالا حقیقت کے ثبوت میں نثر و نظم کے دو دستاویزی ثبوت پیش کئے جاتے ہیں:۔

تقریر "تقدیر الٰہی" سے خوشہ چینی

مسئلہ تقدیر دنیائے اسلام کے متکلمین، مفسرین، اور محدثین میں ہمیشہ ہی زیر بحث رہا ہے اور عہد حاضر میں بھی بہت مشکل، پیچیدہ اور الجھا ہوا مسئلہ سمجھا جاتا ہے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے سالانہ جلسہ ۱۹۱۹ء کے موقعہ پر اس کی نسبت ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی جو مدت ہوئی قادیان سے چھپ چکی ہے اور اب دوبارہ "الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ" نے بھی طبع کرائی ہے۔ یہ تقریر اس موضوع پر حرفِ آخر کی حیثیت رکھتی ہے۔

عرصہ ہوا ایک غیر احمدی عالم جناب مولوی بدر الدین صاحب بدر عربی ٹیچر کنٹونمنٹ ہائی سکول جالندھر نے "الانسان" کے نام سے ایک کتاب لکھی جس کا ایک نفیس ایڈیشن (جو تاج کمپنی ریلوے روڈ لاہور کے زیر اہتمام چھپا) اس وقت میرے سامنے ہے اس کتاب میں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیکچر "اسلامی اصول کی فلاسفی" سے وسیع پیمانے پر استفادہ کیا گیا ہے وہاں اس کے صفحات ۷۰ تا ۷۷ کا پورا مضمون حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی تقریر "تقدیر الٰہی" سے اخذ کیا گیا ہے۔ جیسا کہ "الانسان" اور "تقدیر الٰہی" کی عبارتوں کے تقابلی مطالعہ سے پتہ چلے گا۔

—— (۱) ——

"تقدیر الٰہی"

"مسئلہ تقدیر ایمانیات میں سے ہے اور بہت مشکل مسئلہ ہے۔ بہت لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ اس کے نہ سمجھنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے ہیں اور کئی قومیں اس کو نہ جاننے کی وجہ سے تباہ ہو گئی ہیں، کئی مذاہب اس کے نہ معلوم ہونے کی وجہ سے برباد ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔۔ غرض تقدیر پر ایمان لانا ایک اہم مسئلہ ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک خدا کی قدر پر ایمان نہ لائے ۔۔۔۔۔۔ اور مسئلہ قدر خدا تعالیٰ پر ایمان لانے کا ایک حصہ ہے۔"

"الانسان"

"تقدیر کا مسئلہ نہایت اہم اور مشکل مسئلہ ہے جس کے سمجھنے میں اکثر لوگوں نے غلطی کھائی ہے اس لئے آنحضرت ؐ نے مسئلہ تقدیر کے متعلق

Digitized By Khilafat Library Rabwah

جھگڑا کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ ایک اہم اور پیچیدہ مسئلہ ہے جس پر بحث کرنے سے سلب ایمان کا خطرہ ہے مگر بر خلاف اس کے اس مسئلہ کا سمجھنا اور اس پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ آنحضرت ؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب تک کوئی شخص خدا تعالیٰ کی قدر پر ایمان نہ لائے۔ اس وقت تک وہ مومن نہیں ہو سکتا۔ وجہ یہ ہے کہ مسئلہ تقدیر خدا تعالیٰ پر ایمان لانے کا ایک حصہ ہے اور قدر پر ایمان لانا ایمان باللہ کے ساتھ ہی شامل ہے۔"

(۲)

"تقدیر الٰہی"

" قدر کیا ہے؟ قدر خدا تعالیٰ کی صفات کے ظہور کا نام ہے..... جو صفات خدا تعالیٰ میں مانی جاتی ہیں۔ انہی کا ماننا قدر کا ماننا ہے اس لئے ایمان باللہ میں ہی قدر پر ایمان لانا آگیا ..... پس خدا تعالیٰ پر ایمان لانے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ایک ذات ہے بلکہ یہ بھی ہیں کہ اُس کی صفات کو بھی مانا جائے۔ پھر یہی نہیں کہ خدا کی صفات مان لے بلکہ یہ بھی ہے کہ اس کا ظہور مانے اور یہی قدر ہے۔ گویا خدا تعالیٰ پر ایمان لانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اول ذات اللہ پر ایمان لائے، دوسرے صفات اللہ پر ایمان لائے۔ تیسرے صفات کے ظہور پر ایمان لائے۔ اس تیسری شق کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قدر نام رکھ کر علیحدہ بیان کر دیا ہے۔ اور بتا دیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی جن صفات کے ظہور کا تعلق بندوں سے ہے اس کا نام قدر ہے۔"

"الانسان"

" قدر کیا ہے؟ قدر خدا کی صفات کے ظہور کا نام ہے جو صفات خدا تعالیٰ میں مانی جاتی ہیں۔ دراصل اُنہی کے ماننے کا نام قدر کا ماننا ہے۔ گویا خدا تعالیٰ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اول انسان خدا کی ذات پر ایمان لائے۔ دوسرے خدا کی صفات پر ایمان لائے اور تیسرے صفات کے ظہور پر ایمان لائے اور اس تیسری قسم کا نام آنحضرت ؐ نے قدر رکھا ہے۔ اور بتا دیا ہے کہ خدا کی جن صفات کے ظہور کا تعلق بندوں سے ہے۔ اُسی کا نام قدر ہے۔"

(۳)

"تقدیر الٰہی"

" یہ مسئلہ درحقیقت ایک دنیوی پُل صراط ہے کہ اگر اس پر قدم نہ رکھے تو جنت سے محروم رہ جاتا ہے اور اگر رکھے تو ڈر ہے کہ کٹ کر دوزخ کے تہ خانے میں نہ جا پڑے مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ جس طرح پُل صراط پر قدم رکھے بغیر تو کوئی انسان جنت میں جا ہی

Digitized By Khilafat Library Rabwah

نہیں سکتا۔ اور اس پر چلنے میں دونوں امکان ہیں۔ گر جائے یا بچ جاوے۔ اسی طرح مسئلہ تقدیر کا حال ہے۔ اس کو نہ سمجھے تو ایمان بالکل جاتا رہتا ہے۔ اور اگر اس پر بحث کرے تو دونوں باتیں ہیں۔ خواہ صحیح سمجھ کر قرب الی اللہ حاصل کرے خواہ غلط سمجھ کر تباہ و برباد ہو جاوے .... عقل بلا شریعت کی رہبری کے اس مسئلہ کو نہیں سمجھ سکتی .... پس یہ نہایت نازک مسئلہ ہے اور اس میں بہت غور و تحقیق اور بہت بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ تاکہ انسان ایک طرف ایمان پر قائم ہو جائے اور دوسری طرف خدا کے غضب سے بھی بچا رہے۔"

"الانسان"

"یہ مسئلہ درحقیقت ایک دنیوی پل صراط ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اس پر قدم نہ رکھے تو جنّت سے محروم رہے اور اگر قدم رکھے تو کٹ کر دوزخ میں بھی گر جانے کا خطرہ لاحق ہے۔ مگر جس طرح پل صراط پر قدم رکھنے کے بغیر جنّت میں جانا ناممکن ہے اور اس پر چلنے میں دونوں نقصان ہیں۔ گر جائے یا بچ جائے۔ اسی طرح مسئلہ تقدیر کا حال ہے کہ اگر اسے نہ سمجھے تو ایمان نہیں رہتا اور اگر اس پر بحث کرے تو دونوں باتیں ہیں۔ خواہ اسے صحیح سمجھ کر قرب الی اللہ حاصل کرے خواہ غلط سمجھ کر تباہ و برباد ہو جائے لہٰذا یہ مسئلہ نہایت نازک ہے اور عقل بغیر شریعت کی راہبری کے اس کو نہیں سمجھ سکتی اس میں تحقیق کرنے کے لئے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے تاکہ انسان اس کو صحیح سمجھ کر ایمان پر ثابت قدم ہو جائے اور دوسری طرف غضبِ الٰہی سے بھی بچا رہے۔"

——— (۴) ———

"تقدیر الٰہی"

"پس یہ مسئلہ بہت اہم ہے اور اس کو نہ سمجھ کر ہندوؤں میں تناسخ، عیسائیوں میں کفارہ اور یہودیوں میں نجاتِ خاص اور سائنسدانوں میں دہریّت اور مسلمانوں میں ایک طرف اباحت اور دوسری طرف ذلّت و نکبت آئی ہے .... یہ کہنا کہ جو کچھ انسان کرتا ہے وہ انسان نہیں کرتا بلکہ خدا ہی کرتا ہے اور یہ کہنا کہ جو کچھ کرتے ہیں ہم ہی کرتے ہیں خدا کا اس میں کوئی دخل نہیں یہ دونوں تعلیمیں ایسی ہیں کہ جن کو عقل ایک منٹ کے لئے بھی تسلیم نہیں کر سکتی .... میں نے قرآن کریم کو الحمد سے لے کر والناس تک اس بات کو مدّنظر رکھ کر پڑھا ہے کہ اس مسئلہ کے متعلق وہ کیا کہتا ہے لیکن میں یقینی طور پر اس نتیجہ پر پہنچا ہوں اور اگر کوئی اور پڑھے گا تو وہ بھی اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ الحمد کے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

الحمد کے الف سے لے کر والناس کے سین تک ایک ایک لفظ ان دونوں باتوں کو رد کر رہا ہے اور قرآن کریم ان کو جائز ہی کس طرح رکھ سکتا ہے کیونکہ یہ دونوں غلط ہونے کے علاوہ اخلاق کو قتل اور روحانیت کو تباہ کرنے والی ہیں۔"

"الانسان"

"اس مسئلہ کو نہ سمجھنے سے ہی ہندوؤں میں تناسخ، عیسائیوں میں کفارہ، یہودیوں میں نجات، سائنسدانوں میں دہریت اور مسلمانوں میں ایک طرف اباحت اور دوسری طرف ذلت مسلط ہو گئی ہے۔ غرض اس کے سمجھنے میں لوگوں نے بڑی بڑی ٹھوکریں کھائی ہیں۔ کسی نے کہا کہ انسان فعل مختار ہے اور کسی نے کہا کہ وہ اپنے افعال میں مجبور محض ہے۔ مگر انسانی عقل ان دونوں باتوں کے تسلیم کرنے سے قاصر ہے اور قرآن میں الحمد کے الف سے لے کر والناس کے سین تک ایک ایک لفظ ان دونوں خیالات کی تردید کرتا ہے کیونکہ یہ دونوں خیال اخلاق کے دشمن اور روحانیت کے قاتل ہیں۔"

(۵)

"تقدیر الٰہی"

"اصل بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے تقدیر کو اس طرح قرار دیا ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے خدا ہی کر رہا ہے۔ ہمارا اس میں کچھ دخل نہیں ان کے خیال کی بنیاد گو مسئلہ وحدت الوجود پر ہے لیکن ان کو ایک مسئلہ سے ٹھوکر لگی ہے اور اسی نے مسلمانوں کو زیادہ فتنہ میں مبتلا کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ انہوں نے علم الٰہی اور تقدیر کے مسئلہ کو ایک دوسرے میں خلط کر دیا ہے حالانکہ یہ دونوں مسئلے بالکل علیحدہ علیحدہ ہیں۔ موٹا ثبوت اس کا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایک نام علیم اور ایک قدیر ہے ...... قدیر قدیر سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنی قدرت والا اور علم علیم سے تعلق رکھتا ہے یعنی جاننے والا۔ لیکن ان لوگوں نے اس بات کو سمجھا نہیں .... زید نے آج چوری کرنا تھا بغیر خدا تعالیٰ کے مجبور کرنے کے کرتا تھا لیکن چونکہ خدا تعالیٰ علیم ہے اور ہر بات کا اسے علم ہے۔ اس لئے اس کے متعلق اسے علم تھا کہ زید ایسا کرے گا...... پس چور چوری اس لئے نہیں کرتا کہ خدا تعالیٰ کے علم میں یہ بات تھی کہ وہ چوری کرے گا بلکہ خدا تعالیٰ کو اس بات کا علم اس لئے ہوا کہ چور نے چوری کرنی تھی.... ..... غرض یہ دھوکہ علم اور قدر کے ملا دینے کی وجہ سے لگا ہے لیکن یہ دونوں الگ الگ صفات ہیں اور ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں"

"الانسان"

"جو لوگ تقدیر کے معنے یہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ہو رہا ہے۔ خدا ہی کر رہا ہے۔ ہمارا اس میں کچھ دخل نہیں ان کے خیال کی بنیاد گو مسئلہ وحدت الوجود پر ہے لیکن ان کو ایک اور مسئلے سے ٹھوکر لگی ہے کہ انھوں نے علم الٰہی اور تقدیر کے مسئلے کو ایک دوسرے سے خلط ملط کر دیا ہے حالانکہ علیم اور قدیر خدا کے دو جداگانہ نام ہیں جن کے معنی جاننے والا اور قدرت والا ہے لیکن انھوں نے اس بات کو نہیں سمجھا۔ کہ خدا کا کرنا اور بات ہے اور جاننا اور بات ہے۔ خدا کا کرنا اور بات ہے اور بندے کا کرنا اور ہے۔ کرتا انسان خود ہے مگر اللہ اسے جانتا ہے کہ یہ ایسا کریگا جو کچھ خدا جانتا ہے انسان وہ نہیں کرتا بلکہ جو کچھ انسان کرتا ہے اللہ اُسے جانتا ہے یعنی چور اسی لئے چوری نہیں کرتا کہ اس کا چوری کرنا خدا کے علم میں ہے بلکہ خدا کو اس بات کا علم اس لئے ہوا کہ اس نے چوری کرنی ہے۔ غرض یہ دھوکہ خدا کے علم اور قدر کے ملا دینے سے ہوا ہے حالانکہ یہ دونوں صفات بالکل الگ الگ ہیں اور ایک دوسرے سے مختلف ہیں"۔

——— (۶) ———

"تقدیر الٰہی"

"اس جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو جب علم تھا کہ فلاں آدمی فلاں وقت پر بُرا کام کرے گا تو اُسے روک کیوں نہیں دیتا۔.... مگر یہ اعتراض محض قلتِ تدبّر کا نتیجہ ہے اس لئے کہ خدا تعالیٰ کے متعلق اس مثال کا پیش کرنا ہی غلط ہے اور دنیا میں انسان کی پیدائش کی غرض کو نہ سمجھنے کی وجہ سے یہ مثال بنائی گئی ہے خدا تعالیٰ کا تعلق جو بندوں سے ہے اُس کی صحیح مثال یہ ہے کہ لڑکوں کا امتحان ہو رہا ہے اور سپرنٹنڈنٹ اُن کی نگرانی کر رہا ہے اُس کے لئے کیا یہ جائز ہے کہ جو لڑکا غلط سوال حل کر رہا ہو اُسے بتا دے؟ نہیں پس جب انسان کو دنیا میں اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ اس کو امتحان میں ڈال کر انعام کا وارث بنایا جائے تو اگر اس کے غلطی کرنے پر اُسے بتا دیا جائے کہ تو فلاں غلطی کر رہا ہے تو پھر امتحان کیسا اور انعام کیسا؟ اس معاملہ میں خدا تعالیٰ کا جو تعلق بندوں سے ہے وہ وہی ہے جو اُس سپرنٹنڈنٹ کا ہوتا ہے جو کمرۂ امتحان میں پھر رہا ہو اور جو دیکھ رہا ہو کہ لڑکے غلط سوال بھی حل کر رہے ہیں اور صحیح بھی پس باوجودیکہ علم کے اللہ تعالیٰ کا بندہ کو فرداً فرداً نہ روکنا اس کی شان کے خلاف نہیں بلکہ اس غرض کے عین مطابق ہے جس غرض کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے ایک صاحب سوال کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی حیثیت ممتحن ہی کی نہیں بلکہ رحیم و کریم کی ہے اُن کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ ٹھیک ہے مگر اس حیثیت کا ظہور امتحان لینے کے بعد نمبر دیتے وقت ہوتا ہے۔"

Digitized By Khilafat Library Rabwah

"الانسان"

"اب سوال یہ ہے کہ جب انسان کا ہر ایک فعل خدا کے علم میں ہے تو وہ اُسے بُرے کام سے روکتا کیوں نہیں۔ مگر انسان چونکہ دنیا میں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ اسے امتحان میں ڈال کر اسے انعام کا وارث بنایا جائے اور اس کی مثال امتحان دینے والے کی طرح ہے اور خدا کی مثال سپرنٹنڈنٹ کی طرح ہے جو صرف ان کی نگرانی پر مامور ہے اور بات سپرنٹنڈنٹ کے علم میں ہوتی ہے کہ کچھ لڑکے غلط اور کچھ لڑکے صحیح سوال نکال رہے ہیں مگر اس وقت وہ کسی کو روکتا نہیں۔ یہی حال خدا تعالیٰ کا ہے اور فردا فردا اس کا انسان کو نہ روکنا اس غرض کے عین مطابق ہے جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ اگرچہ ممتحن ہونے کے علاوہ خدا کی شان رحیم اور کریم کی بھی ہے مگر اس کا ظہور نمبر دینے وقت ہوتا ہے۔ نہ کہ جواب لکھتے وقت۔"

——(۷)——

"تقدیر الٰہی"

"پس تقدیر کا ماننا جب انسان پر فرض کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ روحانیت سے اس کا تعلق ہے...... وہ لوگ جنہوں نے تقدیر کے مسئلہ کے متعلق یقین کر لیا کہ یہ ہماری ترقی کے لئے ضرور ہے..... انھوں نے یہاں تک ترقی کی کہ خدا تعالیٰ تک پہنچ گئے مگر دوسرے لوگ بیٹھے بحثیں کرتے رہے کہ جو فعل ہوتے ہیں وہ ہم کرتے ہیں یا خدا کرتا ہے...... ایک فریق کہتا ہے کہ جو کچھ انسان کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ ہی کرتا ہے سا ہے اگر یہ درست ہے تو ہم پوچھتے ہیں کہ ادھر تو ہر ایک بُرے سے بُرا فعل خدا تعالیٰ کرتا ہے اور ادھر قرآن کریم میں ڈانٹتا ہے کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو..... اب رہے تدبیر والے..... انھوں نے ان تعلقات پر جو انسان اور خدا تعالیٰ کے درمیان ہیں تبر رکھ دیا ہے..... غرض اس قسم کے خیالات نے روحانیت کو حد سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے"

(اقتباسات از "تقدیر الٰہی" طبع اول صفحہ ۸۶ تا ۱۲۲ و طبع دوم صفحہ ۵۸ تا ۹۲)

"الانسان"

"الغرض تقدیر کا ماننا انسان پر فرض ہے۔ اس کا روحانیت سے گہرا تعلق ہے جس نے اس کو سمجھ لیا۔ وہ خدا تک پہنچ گیا اور جس نے نہیں سمجھا۔ وہ قعرِ مذلت میں گر گیا۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ خدا ہی سب کچھ کرتا ہے۔ وہ غلطی پر ہیں۔ اگر ایسا ہی ہوتا تو بار بار وہ قرآن میں اس بات کی ڈانٹ کیوں نہیں دیتا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ اور جو لوگ ہر بات کی بنیاد تدبیر پر رکھتے ہیں وہ خدا اور بندے کے درمیان تعلق کو توڑ دیتے ہیں اور انسان کو خدا سے بہت دور لے جاتے ہیں اور اس قسم کے خیالات نے روحانیت کو بڑا نقصان پہنچایا ہے۔"

("الانسان" مؤلفہ جناب مولوی بدر الدین صاحب بدر عالمندھری صفحہ ۷۰ تا ۷۲)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

"گلدستہ حمد و نعت" میں "کلامِ محمود"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے دعوائے مصلح موعود کے بعد سب سے پہلی جو عارفانہ نظم کہی وہ مندرجہ ذیل پانچ اشعار پر مشتمل تھی :-

"ہو فضل تیرا یارب یا کوئی ابتلا ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہو
مٹ جاؤں میں تو اس کی پروا نہیں ہے کچھ بھی
میری فنا سے حاصل گر دین کو بقا ہو
سینہ میں جوشِ غیرت اور آنکھ میں حیا ہو
لب پہ ہو ذکر تیرا دل میں تری وفا ہو
شیطان کی حکومت مٹ جائے اس جہاں سے
حاکم تمام دنیا پہ میرا مصطفیٰ ہو
محمود عمر میری کٹ جائے کاش یونہی
ہو روح میری سجدہ میں سامنے خدا ہو"

(منقول فرقان قادیان ماہ اپریل ۱۹۴۴ء)

اب آپ لاہور کے طبع شدہ "گلدستہ حمد و نعت" کے صفحہ ۵۸ پر ایک نظر ڈالیں تو آپ اس میں اسی عارفانہ نظم کے چار دعائیہ اشعار معمولی تصرّف اور تبدیلی کے ساتھ درج پائیں گے۔ چنانچہ لکھا ہے :-

"ہو فضل تیرا یارب یا کوئی ابتلا ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہو
مٹ جاؤں میں تو اس کی پرواہ نہیں ہے کچھ بھی
میری فنا سے حاصل گر دین کی بقا ہو
سینہ میں جوشِ غیرت اور آنکھ میں حیا ہو
لب پہ ہو ذکر تیرا دل میں تری وفا ہو
شیطان کی حکومت مٹ جائے اس جہاں سے
جاری تیرے جہاں میں آئینِ مصطفیٰ ہو"

(گلدستہ حمد و نعت" صفحہ ۵۸ مرتبہ ایچ بی فضل علی کاظمی۔ مطبوعہ علمی پرنٹنگ پریس لاہور)

کتاب "گلدستہ حمد و نعت" اپریل ۱۹۵۲ء میں شائع ہوئی اور اس کے دیباچہ میں ہے کہ :-

"یہ مجموعہ حمد و نعت و دعا خاص خاص چیدہ اور عمدہ شاعروں کی نظموں سے تیار کیا گیا ہے پاکستانی اسلامی مدارس زنانہ و مردانہ مڈل و ہائی کلاسز اور لوئر پرائمری تک کے بچوں کے لئے صبح کی دعا کے وقت ہر روز ان میں سے کوئی حمد و نعت و دعا پڑھنا باعث برکت و ثواب ہے۔" (سرورق صفحہ ۲)

نوجوانانِ احمدیت کے لئے لمحۂ فکریہ

نثر اور نظم کی ان دو واضح مثالوں سے یہ اندازہ لگانا چنداں مشکل نہیں ہے کہ علم و معرفت کے پیاسوں اور حق و صداقت کے متلاشیوں کے لئے سیدنا امیر المؤمنین حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بلند پایہ افکار روح پرور تحریرات آپ لقائی دائمی تاثیر رکھتی ہیں جن سے قیامت تک کے مسلم محققین کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ جوں جوں زمانہ گزرے گا۔ اس آسمانی خزانے کی افادیت میں بھی برابر اضافہ ہوتا چلا جائے گا اور پھر وہ وقت بھی انشاء اللہ آن پہنچے گا جبکہ حضرت مہدی موعودؑ اور مصلح موعودؓ کا شاندار (باقی صفحہ ۴۴ پر)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے

(جناب محمد شفیق قیصر نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی متعدد احادیث میں موجودہ زمانہ کی گمراہی اور اس کی اسلام اور اسلامی تعلیمات سے دوری کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ خوشخبری بھی دی کہ اللہ تعالیٰ اس پرفتن دور میں بھی اپنی مخلوق کو روحانیت سے تشنہ نہیں رکھے گا بلکہ اگر ایمان ثریا پر بھی معلّق ہو جائے گا تو ابنائے فارس میں سے ایک شخص اسے واپس لے آئے گا۔ اس مقدس وجود کی جو علامات اور نشانیاں آپؐ نے بیان فرمائیں ان میں سے ایک علامت یہ بھی تھی کہ مہدیؑ جب آئے گا تو وہ بنی نوع انسان میں خزانے لٹائے گا مگر لوگ انہیں لینے سے انکار کریں گے۔ مادی خزائن جو روپے پیسے کی شکل میں ہوتے ہیں ان کو لینے سے کوئی انکار نہیں کیا کرتا۔ لوگ ہمیشہ روحانی خزائن کے لینے سے انکار کیا کرتے ہیں۔ یہ وہ خزائن ہیں جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے علم پاکر روحانی جواہرات کی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کئے مگر دنیا نے ان خزائن [illegible]۔ مگر ہم یہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ کوئی احمدی کہلانے والا ان خزائن کی قدر نہیں کرتا۔ اور ان بیش بہا جواہرات کی شناخت نہیں کرتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی مقدس تحریرات کی صورت میں علوم و معارف کے لعل و جواہر جس دریا دلی سخاوت سے تقسیم فرمائے۔ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں اس کی نظیر تلاش کرنا بے سود ہے۔

حضور علیہ السلام نے چھیاسی (۸۶) تصانیف فرمائیں جو کم و بیش دس ہزار صفحات پر مشتمل ہیں۔ پھر خطوط و اشتہارات اور ملفوظات کا وسیع خزانہ اس کے علاوہ ہے یہ عظیم تصانیف ایسے عالم میں معرض وجود میں آئیں کہ بیرونی طور پر آپ کے خلاف شورشوں کا سیلاب عظیم تھا اور اندرونی

Digitized By Khilafat Library Rabwah

طور پر آپؑ کو دورانِ سر اور کثرتِ پیشاب کے مستقل عوارض لاحق تھے جن کی موجودگی میں کوئی ٹھوس علمی کام ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ پھر گھریلو ماحول میں بھی آپ کو پوری طرح وہ یکسوئی اور ذہنی سکون میسّر نہیں تھا جو تالیف و تصنیف کی فضا کے لئے ضروری ہے۔

جب آپؑ نے دعویٰ مسیحیت فرمایا تو آپؑ کے بعض شدید مخالف آپؑ کے لئے "منشی" تک کا لفظ استعمال کرنے میں بھی اس لفظ کی توہین سمجھتے تھے مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر آسمانی علوم بارش کی طرح نازل ہوئے اور آپؑ نے حقائق و معارف کے دریا بہا دیئے اور آپؑ کو انشاء پردازی کی ایسی عظیم طاقت عطا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو "سُلطان القلم" کا تاج پہنایا۔ اور خصوصاً آپؑ کی عربی تحریرات کے مقابل فصحائے عرب و عجم کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔ ہاتھ شل ہو گئے اور قلم ٹوٹ گئے۔

اس موقعہ پر ہم اپنے خدام بھائیوں سے گزارش کریں گے کہ وہ ان خزائن کی قدر و قیمت پہچانیں۔ ہم دنیا کو تو ان روحانی خزائن سے بہرہ ور ہونے کی تلقین کرتے ہیں لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہوگا اگر ہمارا اپنا دامن ان خزائن سے خالی ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑے درد کے ساتھ اس امر کی طرف ہمیں توجہ دلائی ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

"وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبّر سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبّر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔"

(نزول المسیح صفحہ ۲۵)

پھر فرماتے ہیں:۔

"جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا۔ اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔" (سیرت المہدی حصہ سوم)

اسی طرح فرمایا:۔

"سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں کیونکہ علم ایک طاقت ہے۔ اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے جس کو علم نہیں ہوتا۔ مخالف کے سوال کے آگے حیران ہو جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۸)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس طرف بہت توجہ دلائی ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

"جو کتابیں ایک ایسے شخص نے لکھی ہوں جس پر فرشتے نازل ہوتے تھے۔ ان کے پڑھنے سے ملائکہ نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحبؑ کی کتابیں جو شخص پڑھے گا اس پر فرشتے نازل ہوں گے۔ یہ ایک خاص نکتہ ہے کہ کیوں حضرت صاحب کی کتابیں پڑھتے ہوئے نکات و معارف کھلتے ہیں .... حضرت صاحبؑ کی کتابیں بھی خاص فیضان رکھتی ہیں ان کا پڑھنا بھی ملائکہ سے فیضان حاصل

Digitized By Khilafat Library Rabwah

کرنے کا ذریعہ ہے اور اُن کے ذریعہ سے
نئے علوم کھلتے ہیں۔"
(ملائکۃ اللہ - صفحہ ۱۹)

اپنی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں ۱۹۱۵ء میں فرمایا۔
"دیکھو۔ میں آدمی ہوں اور جو میرے بعد
ہوگا وہ بھی آدمی ہوگا۔ جس کے زمانہ میں
فتوحات ہوں گی وہ اکیلا سب کو نہیں
سکھا سکے گا تم ہی لوگ اُن کے مُعلّم بنو گے
پس اس وقت تم خود سیکھو تا اُن کو
سکھا سکو، خدا تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے
کہ تم لوگ دنیا کے لئے پروفیسر بنا دیئے
جاؤ۔ اس لئے تمہارے لئے ضروری ہے
کہ تم خود پڑھو تا آنے والوں کے لئے اُستاد
بن سکو اگر تم نے خود نہ پڑھا تو اُن کو کیا
پڑھاؤ گے؟"
(تاریخی انتباہ صفحہ ۱۸۔۱۹)

اس موقعہ پر خدام بھائیوں سے یہ گزارش ہے کہ
موجودہ مسموم اور زہریلی مادیت اور جاہلیت کی فضا سے
بچنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ
از حد ضروری ہے، کاش خدام بھائی ان بدلتے ہوئے حالات
میں اس حقیقت کو سمجھیں اور اپنی زندگی کے لائحہ عمل میں
اس چیز کو شامل کر لیں کہ وہ روزانہ حضور علیہ السلام کی کسی
نہ کسی کتاب کا خواہ وہ چند صفحات ہی ہوں ضرور مطالعہ
کریں گے۔ آپ یقین کریں کہ اگر آپ ایسا کریں گے تو اپنے
اندر بہت جلد ایک انقلاب محسوس کریں گے۔

پس میں اپنے خدام بھائیوں سے بڑے درد کے ساتھ
یہ گزارش کروں گا کہ حضور علیہ السلام کی کتب پڑھنے سے ہماری
اور ہمارے اہل و عیال کی نجات وابستہ ہے کیونکہ آپ نے
اس زمانہ میں قرآن کریم کی حقیقی تفسیر بیان فرما کر ہمارے
لئے نجات کی راہ کو تلاش کرنے کا کام آسان فرما دیا ہے۔
پس ہلاکت کی راہوں سے بچنا چاہتے ہیں تو مامورِ زمانہ
کی کتب کو بار بار اور غور سے پڑھیں۔ ہم تکبر کی زہر سے
اُسی وقت محفوظ ہو سکتے ہیں جب حضور علیہ السلام
کے جاری کردہ شیریں سمندر سے اپنے آپ کو سیراب کرتے
رہیں اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو یقیناً نجات کا دروازہ اپنے
ہاتھ سے اپنے اوپر بند کرتے ہیں اور ہلاکت کی راہیں خود
اپنے ہاتھوں سے کھولتے ہیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے خدام بھائیوں کے سامنے
ایک پروگرام رکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر خادم ہر ماہ حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کی ایک کتاب کا مطالعہ کرے اس
کی اطلاع قائدین مجالس یا قائد اضلاع کو دی جاتی ہے۔
"الفضل" اور "خالد" میں بھی بارہا اعلانات کئے جاتے ہیں
اس کے باوجود مجالس نے اس پروگرام کی اہمیت کو نہیں
سمجھا۔

اس سلسلہ میں دسمبر ۱۹۷۶ء
کا اہتمام اضلاع کا جائزہ
دیا جا رہا ہے۔ تاکہ
قائدین اضلاع اس
کی روشنی میں اپنے ضلع
کا جائزہ لے سکیں:-

Digitized By Khilafat Library Rabwah

گوشوارہ تعلیم ماہ دسمبر ۱۹۷۶ء

نمبر شمار	نام اضلاع	تعداد مجالس	مجالس جو مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ میں شامل ہوئیں	مجالس جو امتحانات میں شامل ہوئیں
۱	پشاور	۹	...	...
۲	مردان	۱	...	...
۳	ہزارہ	۲	۱	...
۴	مانسہرہ	۲	...	...
۵	کوہاٹ	۲	...	...
۶	بنوں	۱	...	...
۷	ڈیرہ اسمٰعیل خان	۱	...	...
۸	راولپنڈی	۹	...	...
۹	کیمبل پور	۲	...	...
۱۰	جہلم	۱۴	...	...
۱۱	گجرات	۳۰	۱	۳۰
۱۲	سرگودھا	۵۷	۳	۵
۱۳	جھنگ	۲۳	۶	۵
۱۴	لائلپور	۸۲	۵	۴
۱۵	میانوالی	۶	...	...
۱۶	لاہور	۲۹	۳	۲
۱۷	سیالکوٹ	۸۶	...	...
۱۸	گوجرانوالہ	۳۶	۲	۳
۱۹	شیخوپورہ	۵۰	۱۰	۲
۲۰	ملتان	۲۳	...	...
۲۱	وہاڑی	۱۵	...	...
۲۲	مظفر گڑھ	۱۵	...	...
۲۳	ساہیوال	۲۵	...	...
۲۴	ڈیرہ غازیخان	۱۲	...	۲
۲۵	بہاولپور	۱۴	...	...
۲۶	بہاولنگر	۳۰	...	...
۲۷	رحیم یارخان	۱۷	...	...
۲۸	سکھر	۴	...	...
۲۹	جیکب آباد	۲	...	...
۳۰	لاڑکانہ	۸	...	...
۳۱	دادو	۳	...	...
۳۲	خیرپور	۱۳	...	۱
۳۳	نواب شاہ	۲۲	...	...
۳۴	حیدرآباد	۱۸	۲	۱
۳۵	سانگھڑ	۷	...	...
۳۶	بدین	۹	...	...
۳۷	تھرپارکر	۲۸	۲	...
۳۸	کراچی	۹	۵	۵
۳۹	کوئٹہ	۱	...	...
۴۰	میرپور	۳	...	...
۴۱	کوٹلی	۷	...	...
۴۲	مظفرآباد	۳	...	...

Digitized By Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان

"خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را"

از محترم مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری

ہمارے استاد حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان کی وفات کا سانحہ جماعتی المیہ ہے جس سے جماعت احمدیہ کو سخت نقصان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اس کی تلافی کرنے والا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت مولانا ایک نہایت مخلص اور سلسلہ کے فدائی بزرگ تھے۔ انہوں نے سالہا سال تک مدرسہ احمدیہ میں دینی تعلیم دی اور طالب علموں کو نہایت محبت اور پیار سے پڑھاتے تھے۔ صدہا طالب علم ان کے شاگرد ہیں۔ مجھے بھی یہ فخر حاصل ہے کہ میں ان کے ابتدائی شاگردوں میں سے ہوں۔

۱۹۱۶ء میں جب میں مدرسہ احمدیہ قادیان کی پہلی جماعت میں داخل ہوا تھا تو حضرت مولوی صاحب نئے نئے فارغ التحصیل ہو کر اور پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کی سند حاصل کر کے مدرسہ احمدیہ میں بطور مدرس مقرر ہوئے تھے۔ پہلی جماعت میں جن نیک اساتذہ سے مجھے شرف تلمذ حاصل ہوا۔ ان میں سے ایک نمایاں استاد حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب تھے۔ وہ عربی ادب اور قواعد کے استاد تھے۔ مجھے ضلع جالندھر کے ایک گاؤں موسے پور کے پرائمری سکول سے پانچویں جماعت پاس کرنے کے بعد جب مدرسہ احمدیہ میں داخل ہونے کا موقع ملا تو میں عربی سے محض نابلد تھا۔ ابتداء میں مجھے عربی زبان سیکھنے میں دقت پیش آئی۔ حضرت مولوی صاحب موصوف کی مشفقانہ توجہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور میں مدرسہ احمدیہ میں ہر سال کامیاب ہوتا رہا۔

حضرت مولوی صاحب اپنے تمام شاگردوں سے محبت سے پیش آتے تھے۔ وہ چونکہ بورڈنگ میں ٹیوٹر بھی تھے اس لئے طالب علموں سے بہت بے تکلفی سے پیش آتے تھے۔ ان کا سلوک بچوں سے باپ کا سا ہوتا تھا۔ بعد ازاں حضرت مولوی صاحب مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر بھی مقرر ہوئے اور انہوں نے تدریسی اور انتظامی خدمات نہایت اچھے رنگ میں ادا فرمائیں۔ قیام پاکستان کے بعد وہ قادیان میں ہی درویشی کی زندگی بسر کرتے رہے۔ اس تیس سال کے عرصہ میں انہوں نے جو عظیم جماعتی خدمات سرانجام دیں ان کی وجہ سے جماعت میں ان کا مقام بہت بلند ہے۔ رضی اللہ عنہ! وہ جماعت احمدیہ قادیان کے امیر ہونے کے علاوہ ناظر اعلیٰ کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔ انہیں قادیان میں ہندوؤں اور سکھوں سے بھی بہت واقفیت حاصل تھی اور وہ سب حضرت مولوی صاحب کا احترام بجا لاتے تھے۔ آپ ٹاؤن کمیٹی قادیان کے ممبر بھی رہے اور ایک عرصہ تک پریذیڈنٹ بھی

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اگر دیکھا جائے تو مجموعی رنگ میں حضرت مولوی صاحب کی خدمات اپنے رنگ میں بے مثال نظر آتی ہیں۔ بظاہر حضرت مولوی صاحب طبعی عمر کو پہنچ کر فوت ہوئے ہیں لیکن اُن کی نفع بخش زندگی اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور جماعت کے لئے ہر قسم قربانی پیش کرنے کی روح کو دیکھ کر خیال آتا ہے کہ اگر حضرت مولوی صاحب اور زندہ رہتے تو بہتر تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور فیصلوں کے آگے انسان کو دم مارنے کی مجال نہیں اور مومن کا شیوہ یہی ہے کہ وہ اللہ کی تقدیر پر راضی رہے اور اس کے فضلوں کا امیدوار۔ ہم سب احمدیوں کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولوی صاحب کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور اُن کے پسماندگان پر اپنے فضلوں کی بارش ہمیشہ برساتا رہے۔ آمین!

O

ساتواں آل ربوہ ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ساتواں آل ربوہ ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ" ۲۶ جنوری سے شروع ہو کر ۲۹ جنوری کو کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ! اس ٹورنامنٹ میں مقامی مجلس کے ۲۲ خدام ۴، اطفال اور ۷ مہتممین مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے حصہ لیا۔ ٹورنامنٹ کے آخری روز مہمان خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے ڈبل فائنل کا مقابلہ دیکھا اور امتیاز حاصل کرنے والے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم فرمائے۔ اس کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے حاضرین سے خطاب فرماتے ہوئے تلقین کی کہ وہ کھیلوں میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لیں اور ربوہ میں کھیل کا معیار بہتر بنائیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایک وقت میں قادیان کو پہلے کھلاڑیوں اور اچھے انگریز دانوں کی نیکرڈی کہا جاتا تھا یہاں بھی ہمیں کھیل کا معیار اتنا ہی بلند کرنا چاہیئے تا ربوہ کا نام روشن ہو۔ اس سلسلہ میں آپ نے مختلف کھیلوں کے بہترین کھلاڑیوں کو ربوہ میں دعوت دینے کی تحریک فرمائی۔

ٹورنامنٹ میں حسب ذیل کھلاڑیوں نے امتیاز حاصل کیا۔

خدام سیکشن:- (ڈبل) محمود اکبر، ظہیر شاہ (اوّل) عبدالباسط، ذکر اللہ ایوب (دوم)
(سنگل) محمود اکبر (اوّل) رضوان احمد (دوم)

اطفال سیکشن (ڈبل) منصور احمد عارف، مقصود احمد (اوّل) رضوان احمد، امجد محمود (دوم)
(سنگل) منصور احمد عارف (اوّل) امجد محمود (دوم)

مہتممین سیکشن: مکرم لئیق احمد صاحب طاہر (اوّل) مکرم مرزا محمد الدین صاحب ناز (دوم)

خدا تعالیٰ کامیاب ہونے والے کھلاڑیوں کے لئے یہ اعزاز مبارک کرے۔ ٹورنامنٹ کمیٹی بھی شکریہ کی مستحق ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء!

(مہتمم صحت جسمانی)

طبّ وصحت

Digitized By Khilafat Library Rabwah

درختوں کے طبّی فوائد

جناب غلام احمد عطا، ناظر زراعت، ربوہ

مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ میں علم طبّ کو مسلمان بادشاہوں کی سرپرستی حاصل تھی اس لئے اُس زمانہ میں اطباءؔ نے اس علم کو فروغ دینے کے لئے انتہائی محنت، شوق اور خوب عرق ریزی سے کام کیا اور اس کے نتیجہ میں انہیں طب میں اچھّی دسترس حاصل ہو گئی۔

ان اطبّاء نے اپنی تحقیقات کے دوران دواؤں کے اصل ماخذ یعنی درختوں اور جڑی بُوٹیوں کی اچھی طرح چھان بین کی اور اس کے نتیجہ میں بہت سے درختوں اور جڑی بُوٹیوں کی افادیت کھُل کر سامنے آ گئی اور اس طرح قدرت کے یہ قیمتی تحفے کسی نہ کسی رنگ میں ادویات کا جزو بننے لگے۔

لیکن بدقسمتی سے گزشتہ دو تین صدیوں سے اس علم کی سرپرستی میں آہستہ آہستہ کمی واقع ہوتی گئی جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ جوں جوں اس کا علم رکھنے والے کم ہو گئے، تو ان ادویہ کے استعمال میں کمی آتی گئی اور ان کی جگہ خصوصاً ہمارے ملک میں غیر ملکی ادویہ کی درآمد شروع ہو گئی۔ حالانکہ یہ ادویہ نہ صرف ہماری آب و ہوا کے موافق نہیں بلکہ مہنگی ہونے کے سبب ہماری آبادی کی اکثریت یعنی غریب شہریوں کی استطاعت سے باہر ہیں۔

ہمارے ہاں قدرت نے کافی ایسے درخت اور جڑی بُوٹیاں پیدا کی ہیں جو بہت سے امراض میں کارآمد ہیں اور ان کی تاثیر بھی بہت عمدہ ہے۔ سب احباب سے گزارش ہے کہ اس مضمون کو پڑھ کر کوشش کریں کہ ان درختوں کو زیادہ سے زیادہ اُگائیں خود بھی فائدہ اٹھائیں اور قوم و ملک کو بھی فائدہ پہنچائیں!

اخروٹ ایک پہاڑی درخت ہے۔ اس کی لکڑی نہایت اعلیٰ اور قیمتی ہوتی ہے۔ اس کا پھل دل و دماغ اور معدہ کو قوت دیتا ہے۔ خصوصاً جبکہ اسے منقّی یا انجیر کے ساتھ کھایا جائے۔ اسے بھُون کر کھانا موسم سرما کی کھانسی میں مفید ہے۔ سالم اخروٹ جلا کر راکھ کر لیا اور سُرمہ کے طور پر آنکھ میں لگانا۔ کھجلی اور آنکھ سے پانی بہنے کو روکتا ہے اور اسی راکھ کو شہد میں ملا کر لیپ کرنا زہریلے کیڑے کے کاٹے کو آرام دیتا ہے اور زخموں کے نشان دور کرتا ہے۔

ارجن یہ درخت پاکستان کے میدانی اضلاع میں ہوتا ہے اس کی چھال پکا کر شہد میں ملا کر پینے سے چھاتی کی بلغم دور ہو جاتی ہے۔ پیشاب کی کثرت میں بھی مفید

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ہے یہ مقوی بدن بھی ہے۔

ارنڈ خربوزہ (پپیتا)

پاکستان میں کافی جگہ ہوتا ہے۔ غذا خوب ہضم کرتا ہے۔ بھوک بڑھاتا ہے۔ ریاح تحلیل کرتا ہے اور تلی کا ورم دور کرتا ہے۔ قبض کشا ہے۔ گردے یا مثانہ کی پتھری خارج کرتا ہے۔ نیز ہر قسم کے گوشت کے گلانے میں مشہور ہے اور اس کام کے لئے کثرت سے زیر استعمال ہے۔

ارنڈ

پاکستان میں اکثر جگہ ہوتا ہے۔ ریاح اور ورم تحلیل کرتا ہے۔ اس کا جوشاندہ عورتوں کے حیض کو جاری کرتا ہے اور جنین کے آنول تک کو باہر نکال دیتا ہے۔ ارنڈی کا تیل اس کے پھل سے بنتا ہے جو مشہور مسہل ہے اور کسٹر آئل کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس کی جڑ بواسیر کے مرض میں مفید ہے۔

انجیر

مرگی اور فالج میں مفید ہے۔ ہلکا ملین ہے اور نرمی سے دست لاتا ہے۔ خفقان، کھانسی اور درد سینہ کا دافع ہے۔ جگر کو قوت دیتا ہے۔ قبض کشا اور بواسیر کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ انجیر پیس کر خنازیر اور کنٹھ مالا پر لیپ کرنا مفید اور انجیر کا دودھ آنکھوں میں لگانا موتیابند کو فائدہ کرتا ہے۔ مقدار خوراک انجیر ۵ - ۱۰ عدد بقدر طاقت و حرارت مریض۔

بانس

اس کی کئی قسمیں ہیں اور پاکستان کے شمالی اضلاع میں کم و بیش ہر جگہ پایا جاتا ہے۔ بانس کی جڑ جلا کر سر کے گنجے پن اور داد پر چھڑکنا مفید ہے اور اس کا منجن دانتوں کے لئے مفید اور جلا دینے والا ہے۔ مسوڑھوں سے خون روکتا ہے۔ اس کے پتوں کو کوٹ کر پانی نکال کر آنکھ میں لگانا جاتا ہے۔ پھوڑے کو کاٹتا ہے اور شہد کے ساتھ چاٹنے سے کھانسی کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ بانس کی جڑ کا مربہ بھی ڈالتے ہیں۔

ببول (کیکر)

ببول کی کئی قسمیں ہیں۔ دیسی خاردار ببول کے پھولوں کا عرق خفقان اور دست کے لئے نافع ہے۔ اس کے پتے پیس کر کھلانا دستوں کو روکتا ہے۔ اس کے پتوں کا عرق رات بھر اوس میں رکھ کر صبح نہار منہ ایک پیالی پلانا سوزاک اور پیشاب کی سوزش اور جلن میں مفید ہے۔ اس کی چھال، پتوں اور پھول تینوں کو سایہ میں سکھا کر اور سفوف بنا کر پھانکنا جریان اور سیلان الرحم کا دافع اور بچوں کی کانچ کا مانع ہے۔

(باقی آئندہ)

نئی اور پرانی موٹروں کی
خرید و فروخت کا مرکز
لطیف موٹرز
۲۴ - میکلوڈ روڈ - لاہور
جہاں آپ اطمینان اور پوری تسلی کے ساتھ اپنی کار فروخت کر سکتے ہیں اور ضرورت کے مطابق نئی یا پرانی کار خرید سکتے ہیں
ٹیلیفون
۵۵۹۲۴

Digitized By Khilafat Library Rabwah

سفرنامہ

جناب حسن محمد خان عارف ربوہ

فرانکفورٹ سے روانہ ہو کر ڈیڑھ گھنٹہ میں پیرس پہنچ گئے۔ پیرس فرانس کا دارالخلافہ ہے۔ وہ فرانس جس نے اٹھارویں صدی کے اواخر میں بادشاہت کا خاتمہ کر کے "سلطانیٔ جمہور" کا زمانہ دیکھا۔ جہاں نپولین پیدا ہوا جو فرانسیسی قوم کا عظیم ہیرو تھا جس کے دبدبہ سے سارے یورپ کے حکمران کانپتے تھے۔ انگریز مائیں اپنے بچوں کو نپولین کا نام لے کر ڈرایا کرتی تھیں۔ یہی نپولین تھا جس نے سارے یورپ کو دس سال کے اندر اندر تاخت و تاراج کر دیا۔ بڑے بڑے باجبروت بادشاہ جزیرہ کارسیکا کے اس گمنام شخص کو خراج پیش کرتے تھے جس نے فرنچ قوم کو قانون کا شعور دیا۔ فرنچ قوم جس پر قربان ہوتی اور جو اپنے وطن پر نثار تھا۔ اپنی پہلی شکست کے بعد ایلبا کے جزیرے میں سو دن قید کاٹ کر جب وہ واپس وطن آیا تو خیال تھا کہ فرنچ قوم اسے ٹھکرا دے گی لیکن یہ شکست خوردہ قوم اپنے اس بہادر سپوت پر قربان ہو گئی اور دیدہ و دل فرش راہ کر بیٹھے اور پھر سے اسے شہنشاہ بنایا۔ سارا یورپ ہل گیا۔ بادشاہتیں تھرا اٹھیں اور اسی ایک حادثہ نے ان سب کو متحد کر دیا۔ اور پھر یہ سب طاقتیں تنہا فرانس کے مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑی ہوئیں۔ جنگ "واٹرلو" کو فرانسیسی قوم کیسے بھلا دے جہاں اس کے لاڈلے بادشاہ۔ اس کے محبوب ہیرو نپولین کو کچھ اپنوں نے اور کچھ بیگانوں نے روند کے رکھ دیا۔ نپولین نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اسے سینٹ ہلینا کے دور دراز جزیرے میں قید کر دیا گیا جہاں یہ عظیم انسان انگریز قوم کی قید میں دس سال گزار کر دوسری دنیا کو سدھارا۔ آج ایک فرانسیسی کے سامنے نپولین بوناپارٹ کا نام لے کر دیکھو۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ جائیں گی۔ فرانسیسی لوگ اپنی زبان سے اس قدر محبت رکھتے ہیں کہ اگر آپ ان سے انگریزی زبان میں گفتگو کریں تو باوجود انگریزی زبان جاننے کے وہ جواب نہیں دیں گے۔ یہاں کی پیرس یونیورسٹی کو "سوربون یونیورسٹی" کہا جاتا ہے جہاں ساری دنیا سے طلبہ پیاسے اپنی پیاس بجھانے آتے ہیں۔ اس شہر کی سڑکوں پر دنیا [illegible] اور فوارے ہیں [illegible] کی دنیا میں کیسی عظیم ہستیاں اس [illegible] پر لکھا جائے تو کینیڈا کی سیر تو رہ ہی جائے گی لہٰذا اب سفر کا حال سنیئے!

پیرس میں ایک گھنٹہ قیام رہا۔ شہر کے اندر جانے کی

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اجازت تو تھی نہیں البتہ ایئر پورٹ دیکھنے کا موقع ملا۔ ہر چیز صاف ستھری۔ شفاف اور چمکتی ہوئی۔ گورے چٹے چہرے۔

ایئر پورٹ کا جتنا حصہ ہمیں دیکھنے کی اجازت تھی اس کا سارا فرش پلاسٹک کا بنا ہوا تھا۔ دیواریں شیشے کی تھیں۔ یہاں کسی چیز پر کسٹم نہیں تھا۔ اپنے پاس فرانسیسی سکہ تو تھا نہیں اس لئے صرف نظارۂ دید سے خوش ہوتے رہے۔ چلنے کا وقت ہوا تو جہاز میں آ گئے اور جہاز چل پڑا۔ اب ہم رودبار انگلستان عبور کر رہے تھے اس کے بعد انگلستان آیا۔ جہاز بہت بلند پرواز کر رہا تھا اور زمین [illegible] سی دکھائی دیتی تھی لیکن سارا علاقہ سرسبز درختوں اور جنگلوں سے ابھرا ہوا نظر آتا تھا۔

وہ عظیم انگلستان۔ جس کی سلطنت پر آج سے تیس سال قبل کبھی سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ ہندوستان پر بھی اس قوم نے سو برس سے زیادہ اپنی حکومت کا پرچم لہرایا۔ حکومت انگلستان کا نمائندہ یہاں پر وائسرائے کہلاتا تھا جس کے ماتحت صوبوں میں گورنر ہوتے تھے تقریباً ایک لاکھ انگریز فوجی اس ملک میں قیام امن کے لئے متعین ہوتے [illegible] اور فوجی عہدے انگریزوں کے پاس ہوتے [illegible] نیوں کو چھوٹا موٹا عہدہ مل جاتا تھا۔ ۱۹۳۵ء کے بعد جب صوبوں میں اسمبلیاں بنیں تو ہندوستانیوں کو بھی حکومت میں تھوڑا سا حصہ مل گیا۔

ہاں ——— انگلستان۔ وہ پہلا ملک ہے جہاں جماعت احمدیہ کا پہلا بیرونی مشن قائم ہوا اور حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال پہلے مبلغ اسلام مقرر ہوئے اس کے بعد پھر دوسرے احمدی مبلغین کی کوششوں سے انگلستان کے دارالخلافہ لندن میں پٹنی کے علاقہ میں مسجد تعمیر ہوئی اور مشن ہاؤس کا قیام عمل میں آیا۔ اور اس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گیارہ ساتھیوں کے ہمراہ ۱۹۲۴ء میں انگلستان تشریف لے گئے اور وہاں مشہور ویمبلے مذاہب کانفرنس میں آپ کا وہ بے مثال لیکچر پڑھا گیا جو بعد میں "Ahmadiyyat – the true Islam" (احمدیت یعنی حقیقی اسلام) کے نام سے شائع ہوا

آج یہی انگلستان صفِ دوم کے ملکوں میں شمار ہونے لگا ہے۔ اس کے سکہ کی قیمت نصف سے بھی کم رہ گئی ہے۔ اس قوم کا فوجی رعب اور دبدبہ بھی زوال پذیر ہے اس کا بحری بیڑہ کبھی "سمندروں کی ملکہ" کے نام سے یاد کیا

○

الفردوس شال مرچنٹ

ہمارے ہاں ہر قسم کی گرم کشمیری شالیں، زنانہ و مردانہ دھسے، اور گرم سمر بینہ تھوک و پرچون واجبی نرخوں پر دستیاب ہیں نیز ریڈی میڈ کرتے شلواریں اور سوٹ وغیرہ بھی ہر قسم کے مل سکتے ہیں۔

الفردوس شال مرچنٹ

۸۵- انار کلی ، لاہور

Digitized By Khilafat Library Rabwah

جاتا تھا۔ قوموں کے سورج کو ڈھلتے دیکھنا ہو تو انگلستان سے بہتر آج کوئی مثال نہیں مل سکتی۔

اب ہم اس ملک پر سے اڑتے اڑتے بحرِ اوقیانوس کے پانیوں پر آ گئے۔ یہ وہ پانی ہیں جنہیں آج سے چار سو برس پہلے کوئی عبور کرنے کا گمان بھی نہ کر سکتا تھا۔ کولمبس نے جب مغرب کی جانب سے ہندوستان پہنچنے کے عزم کا اظہار کیا تو اسے مجذوب کی بڑ سمجھا گیا لیکن جب اس دلیر اور باہمت شخص نے اپنے فولادی عزم کے ساتھ اس سمندر کو چیر کے رکھ دیا تو متمدن انسان کے سامنے پہلی مرتبہ نئی دنیا یعنی امریکہ کا برِ اعظم آیا۔

اور اب ہمارے سفر کا طویل ترین مرحلہ شروع ہو گیا۔ نیچے دیکھا تو سلیٹی رنگ کی فضا کے سوا کچھ نظر نہ آیا۔ اب ہم تھے اور ہمارے ہمراہی مسافر۔ کوئی خاص مشغلہ اور دلچسپی نہ تھی۔ بس صرف مسافروں کو تکے جاؤ۔ شاید جہاز کے عملہ کو ہماری بوریت کا علم ہو گیا۔ انہوں نے چائے پیش کر دی خوب لطف آیا۔ اتنے میں اعلان ہوا کہ آپ کو فلم دکھائی جائے گی۔ لیکن ساتھ ہی یہ اعلان بھی ہو گیا کہ بھائی صاحب جس نے دیکھنے کے ساتھ سننا بھی ہو وہ ڈھائی یا شاید تین ڈالر ادا کرے تو اسے کان میں لگانے والا ایک آلہ مل جائیگا اب ہم بغلیں جھانکنے لگے اور سوچنے لگے کہ صرف دیکھیں یا سنیں بھی؟ آخر جیب جھانک کر فیصلہ کیا کہ سنیں گے نہیں کیونکہ اپنے ساتھ صرف تیس ڈالر ہیں جو نیویارک سے ٹورنٹو تک کے بس کے سفر کے لئے بھی شاید پورے نہ ہوں۔

خیر تو فلم شروع ہو گئی یہ انگریزی فلم تھی۔ جو جہاز بڑا ہونے کے باعث تین سکرینوں پر دکھائی جا رہی تھی۔ ہم مجبوراً صرف دیکھ کر ہی محظوظ ہو رہے تھے اور دوسروں کے حق میں یہ دعا کر رہے تھے کہ :۔ ؎

"کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی!"

اس کے بعد گرم گرم کھانا آ گیا۔ صاف ستھرا۔ اچھا اور لذیذ۔ کچھ وقت ادھر مصروف رہے لیکن یہ وقت بھی جلد ختم ہو گیا تو پھر مسافروں کو تکنے لگے۔

غرضیکہ پیرس سے نیویارک تک کا آٹھ گھنٹے کا سفر یونہی بے مزہ رہا۔ ابھی چھ نہیں بجے تھے کہ نیچے جھانکا تو کہیں کہیں پانی میں سفید لکیریں نظر آ رہی تھیں۔ ذرا آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ پانی پر ایک جہاز چل رہا ہے۔ کہیں کہیں پرندے بھی نظر آنے لگے اور کچھ عمارتیں بھی نظر آئیں تو یقین ہو گیا کہ نیویارک پہنچ گئے ہیں۔ دل دھڑکنے لگا کہ یہاں پہنچ کر اب ٹورنٹو تک جہاز تو ملے گا نہیں۔ کار یا بس سے جانا ہو گا۔ اجنبی [illegible] اجنبی لوگ، اجنبی زبان، نہ راستوں سے واقف نہ حالات سے شناسا۔ ابھی ادھیڑ بن میں تھے کہ نیویارک کے شہر کے اوپر جہاز نے چکر لگانا شروع کر دیا۔ سورج اپنی پوری طرح غروب نہ ہوا تھا اور ہم نئی دنیا کے [illegible] پرواز کر رہے تھے۔ کس قدر عجیب [illegible] گھنٹے پر ہم مشرق قریب کے شہر کراچی سے روانہ ہوئے تھے اور ابھی سورج غروب نہ ہوا تھا کہ ہم مغرب بعید میں نئی دنیا پہنچ گئے۔ پروگرام [illegible] گھنٹے صرف ہوئے یعنی صبح ساڑھے [illegible] پہنچ گئے لیکن اصل میں یہ ۲۵ گھنٹے کی اڑان تھی مگر سفر میں گم رہی تاہم ہم بھی اسی [illegible] رہے تھے اور [illegible] سورج ہم پر [illegible] گھنٹے دیر سے غروب ہوا۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

نیویارک امریکہ کا گنجان ترین شہر ہے۔ اس کی آبادی ایک کروڑ سے زائد ہے یہاں ۱۰۲ منزلہ ایمپائر سٹیٹ بلڈنگ دنیا کی سب سے اونچی عمارات میں سے ایک ہے یہاں اقوام متحدہ کا ہیڈکوارٹر ہے جہاں یو۔این۔او اور سیکیورٹی کونسل کے اجلاس منعقد ہوتے ہیں اور قوموں کے مسائل زیر بحث آتے ہیں۔ اسی سیکیورٹی کونسل میں مسئلہ کشمیر بھی پیش ہے۔ جو تقریباً ۲۵ سال قبل ہندوستان نے اس کے سامنے پیش کیا تھا اور آج تک اس کا فیصلہ نہیں ہو پایا۔ اس ایک شہر میں کئی یونیورسٹیاں ہیں۔ یہاں کئی پل ہیں اور بعض تو دیوقامت ہیں جن پر سے گزرنے والوں کو ایک معقول رقم بطور ٹول ٹیکس ادا کرنا پڑتی ہے۔ تبلیغ اسلام کے لئے جماعت احمدیہ نے امریکہ میں جو عظیم جدوجہد شروع کر رکھی ہے اس کے تحت اس شہر میں بھی ایک مشن قائم ہے۔ اس شہر میں باقاعدہ جماعت موجود ہے اور اس میں وہ لوگ شامل ہیں جو کبھی کٹر عیسائی یا دہریہ تھے۔ اور آج یہی لوگ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر روز و شب درود و سلام بھیجتے نہیں تھکتے۔ ان کی زبانیں کلام الٰہی سے تر رہتی ہیں اور قرآن کریم کی تلاوت ان کی زبانوں سے کیا بھلی لگتی ہے۔ میرا چشم دید واقعہ ہے کہ گزشتہ جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے اسی شہر کے ایک دوست برادر افضل سے قرآن سنانے کی درخواست کی تو انہوں نے بڑی رقت اور جذب کے ساتھ سورۃ رحمٰن کی تلاوت کی اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔

(باقی آئندہ)

"افکار مصلح موعودؓ کی مقبولیت" بقیہ صفحہ ۳۲

لٹریچر ــــ دنیا بھر میں بھی ہر نوع کے علوم و فنون کی تحقیق و تفحص کا بنیادی ماخذ تسلیم کیا جائیگا اور کوثر نبوت محمدیہ کی علمی برکتوں سے سارا عالم فیضیاب ہوگا۔ اے کاش! احمدی نوجوان ماضی و حال کے جھروکوں سے مستقبل کے اس سنہری دور کا نظارہ آج کرسکیں!! اور آج سے یہ قطعی فیصلہ کرلیں کہ وہ آئندہ اپنی تمام تر علمی ریسرچ کا نقطہ مرکزیہ مہدی موعودؑ اور حضورؑ کے فرزند موعودؓ کے یادگار لٹریچر ہی کو قرار دیں گے!! وکل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علّم وتعلّم۔

"گہوارۂ علوم تمہارے بنیں قلوب
پھٹکے نہ پاس تک بھی جہالت خدا کرے
زندہ رہیں علوم تمہارے جہان میں
پائندہ ہو تمہاری لیاقت خدا کرے!

"گناہ سے نجات کیونکر مل سکتی ہے"

آج زمانے کا سب سے بڑا روگ بے چینی، بے اطمینانی اور بے سکونی ہے اس کا ایک باعث گناہ آلود فضا ہے۔ گناہ کی آگ کو بھسم کرنے کے لئے امام زمان حضرت مہدی موعودؑ کے انفاخ قدسیہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں حضرت مسیح موعودؑ کا مضمون "گناہ سے نجات کیونکر مل سکتی ہے" حال ہی میں پہلی بار کتابی صورت میں شائع ہوا ہے اور خدام کے ماہ مارچ کے مطالعہ کیلئے مقرر کیا گیا ہے۔ خدام اس مفید کتابچہ کا ضرور مطالعہ کریں۔ یہ کتابچہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ سے طلب کیا جا سکتا ہے۔

(ادارہ)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اخبارِ مجالس

مثالی وقارِ عمل

حسبِ ذیل مجالس مبارکباد کی مستحق ہیں جو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی تحریک پر مثالی وقارِ عمل کے پروگرام میں شامل ہوئیں اور بروقت مرکز میں رپورٹ بھجوائی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء!

دارالذکر لائلپور: ۵۰ خدام، ۲۵ اطفال اور ۱۵ انصار نے مل کر ۶۰ فٹ لمبی، ۸ فٹ چوڑی کچی سڑک تیار کی۔ چار فٹ گہرا گڑھا مٹی ڈال کر ہموار کیا۔ وقارِ عمل ۲½ گھنٹہ تک جاری رہا۔ راہگیروں کے علاوہ ایک مقامی اخبار "غریب" نے بھی اس کام کو سراہا۔

ناظم آباد کراچی: ۹۳ خدام، ۱۵ اطفال نے وقارِ عمل میں حصہ لیا۔ ایک وقارِ عمل یکم جنوری اور دوسرا وقارِ عمل ۹ جنوری ۱۹۷۷ء کو ہوا۔ پہلے وقارِ عمل میں معلم صاحب کے کمرے کی چھت ڈالی گئی .... وقارِ عمل صبح ۹ بجے سے ۱۲½ بجے تک جاری رہا اور دوسرے وقارِ عمل میں ایک دیوار ۳۵½ فٹ لمبی ۷ فٹ اونچی تیار کی گئی۔ (۲) ایک دیوار ۸ فٹ لمبی اور ۷ فٹ چوڑی (۳) ایک دیوار ۸ فٹ لمبی اور ۷ فٹ اونچی تیار کی گئی۔ (۴) ۱۰ فٹ لمبی اور ۱۲ فٹ اونچی دو دیواریں پلستر کی گئیں (۵) ۱۰ × ۸ = ۸۰ مربع فٹ فرش ڈالا گیا۔ (۶) ۵۸۰ بلاک بنائے گئے (۷) سڑک پر ایک گڑھا مٹی سے پُر کیا گیا۔

فیکٹری ایریا شاہدرہ۔ لاہور۔ خدام نے رچنا ٹاؤن مسجد احمدیہ والی سڑک کی مرمت کی جو سیلاب کی وجہ سے خراب ہو گئی تھی۔ وقارِ عمل ۲½ گھنٹہ جاری رہا۔ ۳۰۰۰ مربع فٹ سڑک بنائی گئی اور تقریباً ۳ سینکڑے مٹی ڈالی گئی۔

سرگودھا چھاؤنی: مسجد اور دریوں وغیرہ کی صفائی کی گئی۔ ۱۲ خدام شامل ہوئے۔

گوجرہ: ۱۸ خدام، ۱۵ اطفال اور ۴ انصار نے ۳ گھنٹے مل کر وقارِ عمل کیا۔ قبروں پر پانی چھڑکا گیا۔ ۲۵۰ پرانی قبروں پر مٹی ڈالی گئی۔ جھاڑیوں اور گھاس پھوس کو کاٹا گیا۔

راجن پور: ۱۴ خدام، ۱۲ اطفال اور ۴ انصار نے حصہ لیا۔ وقارِ عمل تین گھنٹے جاری رہا جو راجن پور شہر سے ایک میل دور ایک مقام پر کیا گیا۔ تین فرلانگ لمبی اور بارہ فٹ چوڑی ایک سڑک میں چار چار فٹ گہرے گڑھے ہموار کئے گئے اور جھاڑیاں کاٹی گئیں۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

حیدرآباد: ۸۰ خدام اور اطفال نے وقارِ عمل میں حصہ لیا۔ وقارِ عمل صبح ۱۰ بجے سے ۱۲ بجے دوپہر تک جاری رہا۔ جس میں ۵۰ گز لمبے ایک راستہ پر مٹی ڈالی گئی۔

سوسائیٹی کراچی: تین گھنٹے وقارِ عمل کیا گیا۔ خدام نے ۲۰۰ اینٹوں کے بلاک ایک جگہ سے اٹھا کر ۲۰ گز دُور رکھے۔ ۲۰ مربع فٹ کی مٹی اٹھا کر نشیبی جگہوں میں ڈالی گئی۔ بجری اور ریت کے چار ڈھیر ایک جگہ لگائے گئے۔

چک ۵۲۸ گ ب (لائلپور): ایک نالے پر پُل بنایا گیا اور راستہ درست کیا گیا۔

مارٹن روڈ کراچی: مجلس نے مثالی وقارِ عمل کے لئے گوہر آباد کراچی ۵ منتخب کیا تھا۔ مگر عین وقت پر اس علاقہ کے کچھ شر پسند عناصر نے اس کی مخالفت کی۔ مجبوراً مجلس کو مسجد احمدیہ مارٹن روڈ میں وقارِ عمل کرنا پڑا۔ ۴۰ خدام نے مل کر مسجد کی چار دیواری کے اندر کی صفائی کی۔ مسجد کے بیرونی حصّہ کی صفائی بھی کی گئی۔ اور مسجد کے سامنے والا حصّہ بھی صاف کیا گیا۔ مسجد کے دروازے سے کوڑے کرکٹ کا ڈھیر اٹھایا گیا۔ اور ٹنکی صاف کی گئی۔ یہ وقارِ عمل دو گھنٹے جاری رہا۔ علاوہ ازیں فضلِ عمر ڈسپنسری کے تین کمروں کی صفائی بھی کی گئی۔

سانگھڑ: ۸۔ اطفال اور ۱۲ خدام نے مل کر ایک ۳۰ فٹ لمبی اور ۹ فٹ چوڑی سڑک بنائی اور ۱۵ فٹ لمبا اور چھ فٹ چوڑا راستہ جو پانی میں ڈوبا رہتا تھا۔ مٹی ڈال کر پُر کیا گیا۔ یہ کام ۹ گھنٹے میں مکمل ہوا۔

دارالفضل لائلپور: ۵۲ خدام نے مل کر ایک فرلانگ لمبی سڑک قریباً ۲ گھنٹے میں مرمت کی۔

چک ۹۶ گ ب (لائلپور): ۳۲ خدام۔ ۲۵۔ اطفال، ۱۰۔ انصار اور ۴ غیر از جماعت افراد نے مل کر ۸۰ فٹ لمبی ۱۵ فٹ چوڑی اور ۲ فٹ اونچی سڑک بنائی۔ یہ سڑک بہت خراب تھی اور یہاں ہر وقت پانی کھڑا رہتا تھا۔ وقارِ عمل ۴ گھنٹے جاری رہا۔

چک ۲۰۹ گ ب (لائلپور) تمام خدام نے مل کر ایک پُل تعمیر کیا۔

چک ۱۲۲ گ ب۔ جڑانوالہ: خدام نے مسجد اور آس پاس کے علاقہ کی صفائی کی۔

کراچی: ۲۵ خدام اور چند اطفال نے مل کر مسجد کے ماحول کی صفائی کی۔

وچھوہ: دو وقارِ عمل کئے گئے۔ ایک وقارِ عمل یکم دسمبر بعد نماز فجر منایا گیا جس میں ۱۲ خدام اور ۸۔ اطفال نے مل کر مسجد کی صفائی کی اور چھڑکاؤ کیا۔ دوسرا وقارِ عمل ۱۷ دسمبر کو ہوا اس میں ۱۰ خدام اور ۵۔ اطفال نے مل کر مسجد کی صفائی کی۔ ۱۴ دسمبر کو وقارِ عمل ہوا جس میں مسجد کی صفائی۔ مسجد کے صحن اور بیرونی حصّہ پر چھڑکاؤ کیا گیا۔ اس میں قریباً ۱۴ خدام اور اطفال شامل تھے۔

حیدرآباد: ۴۱ خدام، اطفال اور انصار نے مل کر شہر سے ۴ میل دور قبرستان کے قریباً ایک ایکڑ رقبہ جھاڑیوں اور دلدل سے صاف کیا۔ نیز ۲۲۰ فٹ لمبی اور ۱۵۰ فٹ چوڑی چار دیواری کی حد بندی کر کے بنیادیں کھودی گئیں۔ ۳ گھنٹے کام ہوا۔

بہاولپور: ۲۳ خدام، اطفال و انصار نے شرکت کی۔ یہ وقارِ عمل احاطہ بیت الذکر میں منایا گیا۔ احاطہ کو ہموار کیا گیا۔ اینٹوں

Digitized By Khilafat Library Rabwah

وغیرہ کو ترتیب سے ایک جگہ اکٹھا کیا گیا۔ یہ وقار ۲ گھنٹے ۱۰ تک جاری رہا۔

دارالذکر لاہور: ۵۵ خدام۔ اطفال اور انصار نے باہم مل کر وقارِ عمل کیا۔ مسجد دارالذکر کی صفائی کی گئی۔ چھت کے جالوں کو اتارا گیا۔ صحن دھویا گیا۔ مسجد کی اچھی طرح صفائی کی گئی۔ ۳ گھنٹے تک وقارِ عمل جاری رہا۔

پشاور: ۲۳ خدام اور ۵۔ اطفال نے قبرستان کی صفائی کی۔

چک ۹ پنیار (سرگودھا): ۱۹ خدام اور ۱۰۔ اطفال نے مل کر احاطہ مسجد کی صفائی کی۔ مسجد کے سامنے کی سڑک صاف کی۔ بھلوال روڈ پر گڑھوں میں مٹی ڈالی گئی۔ ۳ گھنٹے وقارِ عمل کیا گیا۔

شیخوپورہ: تمام خدام نے مل کر مسجد کی صفائی کی اور لٹریچر ترتیب سے باندھ کر محفوظ کیا گیا۔

میرا بھڑکہ (آزاد کشمیر): خدام مسجد کی مرمت کے لئے مٹی لائے۔ ایک راستہ درست کیا۔ ایک کنویں جو ڈیم کے پانی کی وجہ سے خراب ہو گیا تھا۔ اس کی مرمت کی۔

کھوکھر غربی (گجرات): تمام خدام نے مل کر قبرستان میں وقارِ عمل کیا۔ قبروں پر مٹی ڈالی۔ اس وقارِ عمل میں ۱۵ خدام اور ۱۲۔ اطفال نے حصہ لیا۔ وقارِ عمل ۲ گھنٹے جاری رہا۔

انبہ (سرگودھا) تمام خدام نے مل کر مسجد کے سامنے ایک پرانا گندا کنواں مٹی سے پُر کیا اور اس کے ارد گرد صفائی کی۔ احاطہ مسجد میں بھی وقارِ عمل کر کے اسے صاف کیا گیا۔

ماڈل ٹاؤن لاہور: ۴۰ خدام نے ۳ گھنٹے وقارِ عمل کیا۔ (۱) مسجد احمدیہ ماڈل ٹاؤن کے احاطہ میں ایک پلاٹ تقریباً ۷۰×۵۰ رقبہ بیکار پڑا تھا اس کو کھود کر درخت کے قابل بنایا گیا۔ (۲) مسجد کے باہر کا پارک بنایا گیا جو پہلے نہایت ہی نیچی جگہ پر تھا۔ اس کو مٹی سے پُر کر کے ہموار کر دیا گیا۔

میرپور خاص: ۲۰ خدام نے مل کر ۲½ گھنٹے وقارِ عمل کیا۔ مسجد کے سامنے ایک گڑھا تھا جسے مٹی سے بھرا گیا۔ گندی نالیاں صاف کی گئیں اور مسجد کے صحن کی بھی صفائی کی گئی۔

ضلع کراچی: ۵۵ خدام۔ ۳۔ اطفال اور ۴۔ انصار نے فضل عمر ڈسپنسری کے پلاٹ کے اندر ایک گڑھا اور باہر دو گڑھے ۱۰×۱۰ کے پُر کئے اور ۲۰۰ بالٹیاں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کئے۔ واٹر ٹینک سے نکلی ہوئی مٹی سے گڑھے پُر کئے۔ اور جگہ صاف کی گئی۔ ۳ گھنٹے مسلسل وقارِ عمل جاری رہا۔ علاوہ ازیں ۵۴ خدام ۵۰۔ ۶۰ میل کا سفر آمد و رفت طے کر کے مقام وقارِ عمل تک پہنچے۔ بعض سائیکل ریس اور ٹرالی ریس کے مقابلے بھی ہوئے۔

پنوکی: ۱۱ خدام اور ۱۔ اطفال نے وقارِ عمل میں حصہ لیا۔ مسجد کی دیوار کی لپائی کی گئی اور اس کے ارد گرد کے ماحول کی صفائی کی گئی۔ وقارِ عمل ۵½ گھنٹے جاری رہا۔

(مجلس کراچی اور ڈرگ روڈ کراچی نے بھی وقارِ عمل منایا۔ لیکن تفصیلی رپورٹیں موصول نہیں ہوئیں)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

سالانہ مقابلہ مضمون نویسی مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

شعبہ تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ہر سال مضمون نویسی کا مقابلہ کرواتا ہے گزشتہ سال مضمون کا عنوان "سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم" (تبلیغ اسلام) تھا۔ چنانچہ پندرہ خدام اس مقابلہ میں شامل ہوئے۔ منصفین کرام کے فیصلہ کے مطابق نتیجہ حسب ذیل رہا:-

اوّل: مکرم حنیف احمد محمود متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ

دوم: " محمود مجیب اصغر بھمبری - میرپور (آزاد کشمیر)

سوم: " ملک سعید احمد رشید متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ

اللہ تعالیٰ انہیں یہ اعزاز مبارک کرے آمین!

امسال مقابلہ مضمون نویسی کے لئے عنوان "سوانح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (شعب ابی طالب)" مقرر کیا گیا ہے خدام کی خدمت میں التماس ہے کہ اس علمی میدان میں مسابقت کی روح کو مدنظر رکھتے ہوئے ضرور شامل ہوں

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

ہر قسم کی عمارتی لکڑی کیلئے

اپنے معروف ادارہ

پاک ٹمبرز

۲۵- نیو ٹمبر مارکیٹ راوی روڈ- لاہور

کو یاد رکھیں!

ٹیلیفون

۶۲۶۱۸

روزنامہ الفضل ربوہ

جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے اقتباسات، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور خطبات علمائے سلسلہ کے اہم مضامین، بیرونی ملکوں میں جماعت کی تبلیغی مساعی کی تفاصیل اور اہم ملکی و غیر ملکی خبریں شائع ہوتی ہیں۔

آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں اور دوسروں کو بھی مطالعہ کے لئے دیں اس کی توسیع اشاعت آپ کا جماعتی فرض ہے۔

(مینیجر الفضل ربوہ)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

آپ

اپنی ضروریات کے لئے

میسرز بشیر اینڈ کمپنی

کی خدمات حاصل کریں

—— ایکسپورٹرز اینڈ امپورٹرز ——

گورنمنٹ کے منظور شدہ ٹھیکیدار برائے ملٹری ، ریلوے ، ٹیلیگراف اور ٹیلیفون ، واپڈا اور دوسرے

تیار کنندگان ہارڈویر - تعمیری میٹیریل - ہر قسم کا جوڑ والا اور بغیر جوڑ کا پائپ - ٹیوب - کھمبے - کاسٹ آئرن - اس سے متعلقہ ہر قسم کا سامان۔۔۔۔

سٹاکسٹ اینڈ سپلائرز آئرن اینڈ اسٹیل - جی ، آئی شیٹ - پلیٹ (چادر) - کنڈے والی تار - ہر قسم کا میٹل - زنک - لیڈ - ٹین - ٹانبہ اور پلمبنگ کا ہر قسم کا سامان۔۔۔

ہیڈ آفس :

حمید منزل نمبر ۸۹ انارکلی لاہور (فون ۵۲۷۸۳)

برانچیں :

لوہا مارکیٹ ، لاہور

77, KMC گارڈن مارکیٹ ، لارنس روڈ ، کراچی

(فون ۷۸۵۶۴)

Editor:
Hafiz Muzaffar Ahmad

Monthly KHALID Rabwah
Aman, 1356—March 1977

Regd. No. L5830
N. A. Press, Rabwah

Digitized By Khilafat Library Rabwah